محدث

دار التالیف والترجمہ ریوڑی تالاب بنارس

★

عدد مسلسل ۷۹ ◎ محرم ۱۴۱۰ھ ◎ اگست ۱۹۸۹ء

AsliAhleSunnet.com

ماہنامہ

محدث

بنارس

شمارہ نمبر ۸	اگست سنہ ۱۹۸۹ء محرم الحرام سنہ ۱۴۱۰ھ	جلد نمبر ۹

مدیر

عبدالوہاب حجازی

پتہ

دارالتالیف والترجمہ
بی ۱۸/۱ جی ریوڑی تالاب
وارانسی ۲۲۱۰۱۰

بدل اشتراک

سالانہ تیس روپے۔ فی پرچہ تین روپے

اس شمارہ میں

تعزیہ داری اور مسلمان	(ماخوذ از اخبار محمدی، دہلی)	۲
اسلامی شریعت اور منشیات	ابوعفاف اعظمی	۶
شیعی رہنما خمینی کی موت	جہاں بیں	۱۳
بیماریوں کو چھپانے کے بجائے ان کا علاج ضروری ہے	صوفی نذیر احمد کاشمیری رحمہ اللہ	۲۱
علی منی وانا منہ کی تحقیق	غازی عزیر	۳۴

کتابت اثری غازیپوری

AsliAhleSunnet.com

کتاب و سنت کی روشنی میں

تعزیہ داری اور مسلمان

محرم کے سالانہ اجتماع کا حکم

مسلمان ہر سال ان دنوں کاغذ، کھپچیوں، ابرک اور بانس کا ایک ڈھانچہ کھڑا کرتے ہیں جس کا نام تعزیہ رکھ چھوڑا ہے، اس دن ہزاروں مردوں عورتوں کے جمگھٹے چوطرف نظر آتے ہیں۔ نمازیں چاہے نہ پڑھیں۔ روزہ نہ رکھیں، جمعہ جماعت عید اور حج چاہے نصیب بھی نہ ہوتا ہو مگر محرم کا مجمع فوت نہ ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لاتجعلوا قبری عیداً (مشکوٰۃ) میری قبر پر ہر سال مجمع نہ کیا کرنا یعنی عرس۔

غرض اولاً تو یہ سالانہ دھوم دھام اور اجتماع حرام ہے، دوسرے یہ کہ تعزیے میں تو مصنوعی قبریں ہوتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے اصلی روضۂ مبارک کی بابت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں: اللہم لاتجعل قبری وثناً یُعبد (مشکوٰۃ) خدایا ایسا نہ ہو کہ جس طرح بت پرست بتوں کو سجدے اور رکوع اور قیام کر کے منتیں اور مرادیں مان کر دور نزدیک کی پکار کا سننے والا جان کر، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر عبادت کرتے ہیں، اس طرح (مسلمان) میری قبر کے ساتھ کرنے لگیں۔ بلکہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو محض اس کام پر مقرر کر کے بھیجا تھا کہ جہاں کہیں کسی اونچی قبر کو پاؤ برابر کر دو، اور جہاں کہیں تصویر کو دیکھو مٹا دو (مسلم) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانا اور اس پر (مقبرہ یا گنبد یا چھت) بنانا، یا (کوئی اور عمارت اینٹ یا لکڑی کی کھڑی کرنا اور قبر پر (مجاور یا مراقب بن کر) بیٹھنا حرام فرمایا ہے (مسلم)

اور فقہ حنفی کی کتاب منیۃ المصلی کی شرح کبیری کے صفحہ پر ہے: قبر کو پختہ بنانا امام احمدؒ امام شافعی، امام مالک تینوں کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک تو قبر پر کوئی قبہ یا گھر یا کوئی چیز بنانی بھی مکروہ ہے۔

AsliAhleSunnet.com

بڑے پیر صاحب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین کے ص۷۳ میں لکھتے ہیں: وان جصص کرہ - قبر کو پختہ بنانا مکروہ ہے -

الغرض سچی اور اصلی قبروں کا جب یہ حکم ہے کہ ان کو اونچی بنانا یا ان پر گنبد وغیرہ کھڑا کرنا بناؤ چناؤ کرنا اور زیب و زینت کرنا حرام ہے ، بلکہ اس کو برابر کر دینا اور اس کے اوپر کی بنی ہوئی چیز کا توڑ دینا واجب ہے تو پھر ان مصنوعی اور نقلی قبروں کا تو کیا ٹھکانہ ؟

پھر اس میں اسراف اور فضول خرچی ہے ہزاروں روپیہ جو اس کے تیار کرنے میں خرچ ہوتا ہے کیا اچھا ہو کہ یہ کسی دینی کام میں خرچ کیا جائے - اگر محبت حسنین پر خرچ کیا جاتا ہے تو اولاد حسنین کو کیوں نہیں دیا جاتا ؟ اس چیز پر جسے دو تین دن بعد خود جا کر موڑ مروڑ کر پھینک دیں گے ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں -

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین - اسراف اور بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں -

مسلمانو! کچھ تو خیال کرو ، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کفار سے فرمایا تھا: اتعبدون ما تنحتون: ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جسے تم خود اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو؟ کیا آج تم پر بھی یہی قول صادق نہیں آتا کہ اپنے ہاتھوں سے ایک ڈھانچہ کھڑا کیا اور اسی کے سامنے سر جھکانے اور ناک رگڑنے لگے؟ اس تعزیہ کا حکم نہ تو قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ صحابہ نے یہ کیا ، نہ تابعین نے نہ چاروں اماموں میں سے کسی نے اس کے کرنے کا حکم دیا - نہ ان کے زمانے میں بنائے گئے ، تو اریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسم ہندوستان میں تیمور لنگ کے زمانے میں شیعوں نے ایجاد کی ، افسوس ہے کہ تم اہل سنت والجماعۃ ہو کر اس بدعت میں پھنس گئے -

عجب انصاف ہے کہ حضرت حسنین رضؓ کا تو تعزیہ بنایا جائے مگر نہ حضرت علیؓ کا ، نہ حضرت عثمانؓ کا تعزیہ بنایا جائے ، نہ حضرت عمر رضؓ کا نہ حضرت ابوبکر رضؓ کا - کیوں سنی مسلمانو! یہ کیا اندھیر ہے - شیعہ صاحبان تو خیر ، مگر تم نے ان سے دشمنی کب سے کی؟ ہندوؤں کی دیکھا دیکھی یہ بدعت رام لیلا یعنی دسہرے کے مقابل شیعوں کی ایجاد ہے -

دیکھئے ان کے ہاں بھی دس دن ، ان کے ہاں بھی دس دن - ان کے ہاں بھی سوانگ بھرے جاتے ہیں ، ان کے ہاں بھی ، وہ رام رام کہہ کر پکاریں - یہ حسین رضؓ حسین رضؓ کہہ کر ، وہ جلائیں ، یہ دبائیں -

AsliAhleSunnet.com

غرض : بنے ہیں پوجنے کو پتھر ادھر ہمارے اُدھر تمہارے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے وہ قیامت کے دن بھی ان ہی کے ساتھ ہوگا ۔ (ابوداؤد)

(اخبار محمدی عدد ۱۲ یکم مارچ ۱۹۳۷ء)

تعزیہ داری کی حرمت کی بابت حنفی علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ

۱ - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایام محرم میں اہل بیت شہدائے کربلا کی تربتیں بنا کر نکالنا، اور شاہراہ عام پر ماتم کرتے ہوئے لے جاکر مسلمان مردہ کی میت کی طرح زمین میں دفن کرنا۔ اہانتِ اسلام اور توہین اہل بیت ہے یا نہیں ؟

۲ - یہ کہ کوچہ و بازار، و شاہراہ عام پر شہدائے کربلا کے خود ساختہ لاشوں (تربتوں) کے ساتھ خواتین اہل بیت کے بین آہ و بکا، سینہ کوبی اور برہنہ سری کی من گھڑت واقعات کا بیان کرنا توہین اہل بیت ہے یا نہیں؟

۳ - یہ کہ اذان میں یا صلوٰۃ میں علی ولی اللہ، وصی رسول اللہ خلیفہ بلا فصل کے الفاظ استعمال کرنے سے اہانت خلفاء ثلاثہ ہے یا نہیں؟ المستفسر مسلمانان ضلع بلند شہر۔

مندرجہ بالا استفسار کے جواب میں مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ مولانا محمد عبد القادر فرنگی محل لکھنو، مولانا اسد خاں مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی، مولانا سلطان محمود صدر مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی۔ و مفتی محمد اعظم شاہ دارالافتاء آگرہ جامع مسجد، و ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، و مولانا امجد علی اعظمی بریلوی جماعت رضائے مصطفی بریلی، و مولانا محمد حفیظ اللہ العبدی و علمائے علی گڑھ نے جوابات تحریر فرمائے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ تینوں کام بدعت ہیں اور ان افعال و اعمال میں توہینِ اسلام و توہین اہل بیت ہے۔

چند جوابات یہ ہیں :

۱ - الجواب لعون الملک الوہاب جواب حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی :

(۱) و (۲) و (۳) سب بدعت ہے (اشرف علی عفی عنہ)

AsliAhleSunnet.com

۲ - فرنگی محل لکھنو ۔

۱ و ۲ میں جو امور تحریر کیے گئے ہیں وہ سب ناجائز ہیں، مسلمانوں کو ان سے پرہیز کرنا چاہیئے،
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے فتاوٰی میں تحریر فرماتے ہیں: ایں چیز باہمہ ناروا است در کتاب
السراج بروایت خطیب آوردہ: لعن اللہ من زار بلا مزار، ولعن اللہ من زار صنما بلا روح ومرثیہ گفتن
وخواندن وشنیدن آں لبشرطیکہ بتحقیر واہانت اہل بیت یا نسبت ظلم وستم بجناب آلٰہی نباشد بخانہ خود بلکے ندارد
وفاتحہ و درود وصدقات نیز بخانہ خود مستحسن است، وفریاد و نوحہ کردن اور سینہ کوبی نمودن وجزع خوردن
ہمہ حرام است، و در حدیث است: لیس منا من حلق وسلق وحرن یعنی نسبت از ما شخصے کہ جرح
خورد وگریہ باآواز نوحہ کند وگریباں درد ونیز در حدیث است: لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب
ودعا بدعوی الجاہلیۃ ایں ہرد و حدیث در مشکوٰۃ المصابیح است فقط: واللہ اعلم ۔
سوال ۳ میں یک گونہ خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، کی اہانت ہوتی ہے ۔ اگر مسلمان حدود شرعیہ میں رہکر
ان کے فروکرنے کی کوشش کریں گے مثاب ہوں گے، واللہ اعلم بالصواب محمد عبدالقادر عفی عنہ فرنگی محل لکھنو ۔

۳ - جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی ۔

الجواب ۱ اس طرح تربت نکالنا بدعت قبیحہ وناجائز ہے اور ماتم کرنا بھی حرام ہے حدیث میں آیا ہے:
نہی من ضرب الخدود وشق الجیوب، ایسی حرکتوں سے مسلمان کو باز آنا لازم ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

۲ یہ بالکل حرام ہے شرع مطہر نے نوحہ وبین سے ممانعت فرمائی اور اس کو فعل جاہلیت قرار دیا،
پھر اس کو اہل بیت کی طرف نسبت کرنا ان کے پاک دامنوں پر بدنما دھبہ لگانا، اور ان کی توہین ہے ۔ جو ہرگز
کسی مسلم کے لیئے روا و درست ہو نہیں سکتی ۔

۳ بلا شبہ یہ لفظ بلا فصل کھلا ہوا تبرا اور خلفائے ثلاثہ بلکہ خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی کھلی ہوئی
توہین ہے کہ انھوں نے ان کی خلافت کو جبکہ وہ ناجائز تھی کیوں قبول فرمایا ۔ اور کیوں بیعت کی انھوں نے اپنے قول وفعل
سے معاذاللہ حسب زعم قائل باطل کی اعانت کی، اور ایسا کہنے والا یقیناً ان کی توہین کرتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فقیر امجد علی اعظمی عفی عنہ بریلوی)

(ملاحظہ ہو: اخبار محمدی دہلی شمارہ ۱۱، ۱۵ فروری ۱۹۳۶ء)

AsliAhleSunnet.com

افتتاحیہ

اسلامی شریعت اور منشیات کی ہلاکت آفرینی

اسلامی شریعت کو نازل کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، جس کی ذات ہر طرح کے کمالات سے متصف اور ہر طرح کے نقائص سے منزّہ ہے۔ اسے ہر چیز کا علم اور ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔ اس لئے اس کے کسی فعل سے کبھی نہ تو کوئی خرابی پیدا ہو سکتی ہے، اور نہ اسے بے وقت کہا جا سکتا، جو لوگ اس کی صفاتِ کاملہ سے واقف ہیں وہ کبھی اس طرح کا کوئی تصور نہیں کر سکتے کہ اس کی ذات سے جن افعال کا صدور ہوتا ہے وہ حکمت سے خالی ہوں۔ البتہ یہ عین ممکن ہے کہ خالق کائنات کی حکمت و مصلحت کو بندے اپنی ناقص و محدود عقل سے پورے طور پر سمجھ نہ سکیں۔

اللہ جل شانہ نے انسانیت کی رہنمائی و فلاح کے لئے جو شریعت نازل فرمائی ہے اس کا کمال و برتری مسلّم ہے، اللہ تعالیٰ نے اس شریعت کو دائمی بنا کر بھیجا ہے، لہٰذا ہر دور کے انسان کو اس سے ہدایت حاصل ہو گی، اور یہ ممکن نہیں کہ کسی دور کے انسان کو ہدایت کے سلسلہ میں اس شریعت سے مایوسی ہو۔ اس طرح اس شریعت کا ایک وصف کمال ہے، یعنی انسانی فلاح و بہبود کے جتنے راستے ممکن ہیں، اور جس طریقہ سے اس منزل تک پہنچا جا سکتا ہے اسے شریعت نے سب سے بہتر طور پر بیان کر دیا ہے، اور کسی دوسرے مذہب یا نظام میں اس سے بہتر بیان و توضیح ممکن نہیں۔ معرفتِ الٰہی کے حصول، خدا پرستی کے کمال اور نفس انسانی کی تطہیر و تزکیہ کے سلسلہ میں اس شریعت کی جو رہنمائی اور تعلیم موجود ہے اس سے بہتر نہ کوئی مذہب پیش کر سکا نہ آئندہ پیش کر سکتا ہے۔ اور شریعت کے کمال و تفوق کی جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ محض دعویٰ نہیں، بلکہ اس کی تائید میں قرآن و حدیث کی عبارتیں موجود ہیں، اور مسلسل واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ دنیا کے مذاہب اور نظریات پر نظر ڈالئے تو ان میں سے کوئی مذہب یا نظریہ اس کسوٹی پر پورا نہیں اتر سکتا، خصوصاً واقعات اور عمل کی شہادت کسی مذہب کے پاس نہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ اس کی تعلیم واقعات کی دنیا میں کس حد تک موثر ہے۔ اور اس پر عمل سے انسانی معاشرہ میں کس طرح کی تبدیلی و بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے برخلاف اسلام نے جو دعویٰ بھی کیا اسے عمل کے ذریعہ ثابت کر دیا، جتنے بھی

AsliAhleSunnet.com

احکام بنائے ان پر عمل کر کے مسلمانوں نے آزما لیا کر ان کی تاثیر کیا ہے ، اور کس طرح اسلامی شریعت سے انسان کی دائمی فلاح و بہبود مربوط ہے ۔ اسلامی شریعت کے کمال اور اس کی جامعیت و دوام کو جاننے اور پرکھنے کے لئے اس کی تعلیمات کے جس شعبہ کو انسان دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے ، ہر جگہ اسے وہی کمال و جامعیت نظر آئیگی ۔

لیکن اسلامی شریعت کی جامعیت و کمال اور معاشرے کے واقعات سے اس کی تائید و تصدیق کے باوجود ایسے کچھ کوتاہ نظر اور انسانیت دشمن افراد ہر دور میں پائے جاتے ہیں جنھیں اس شریعت میں کوئی کمال نظر نہیں آتا ، اور اس کے احکام پر عمل سے کسی طرح کی بھلائی پیدا نہیں ہوتی !

اس طرح کے لوگ نہ صرف یہ کہ اسلامی شریعت کے کمال کے منکر ہیں ، بلکہ ایک قدم آگے بڑھکر وہ اس شریعت کے بہت سے احکام کو اپنے اعتراضات اور ہرزہ سرائیوں کا نشانہ بناتے ہیں ، اور لوگوں کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اس مذہب کی تعلیمات پر موجودہ دور میں نہ تو عمل کی ضرورت ہے ، نہ ان پر عمل سے انسانی معاشرہ کی فلاح و بہبود وابستہ ہے ! ایسے لوگوں کے پاس اپنی بات کے ثبوت کے لئے نہ تو کوئی دلیل ہے ، نہ واقعات سے ان کے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے ، مگر ضد اور عناد کی وجہ سے وہ اپنی بات پر اڑے رہتے ہیں ۔

اسلامی شریعت کے متعدد ایسے مسائل ہیں جن میں شریعت کے مخالفین نے زیادتی کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ اس طرح کے مسائل موجودہ متمدن زمانہ کے موافق نہیں ہیں ، اور ان کے بجائے دوسرے قوانین میں زیادہ خوبی و بھلائی ہے ، ان مسائل کی مثال کے لئے ہم عورتوں کے حقوق و آداب ، جہاد کی مشروعیت ۔ طلاق کی اباحت ، غلامی کا بتدریج خاتمہ ، تعدد ازواج ، سود کی حرمت ، جرائم پر حدود و قصاص ، شراب اور زنا پر پابندی وغیرہ کو پیش کر سکتے ہیں ، جدید ذہن کے لوگوں نے مذکورہ مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ کو اسلام پر اعتراض کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا ، اور ایک عرصہ تک یہ ثابت کرنے کی کوشش میں لگے رہے کہ اسلام نے مذکورہ موضوعات پر جس طرح کے احکام جاری کئے ہیں وہ موجودہ زمانہ سے ہم آہنگ نہیں ہیں ، اور ان پر عمل کرنے میں انسانی معاشرہ کا کوئی فائدہ نہیں ، بلکہ اس سے ترقی کی دوڑ میں انسان کے پیچھے رہ جانے کا اندیشہ ہے ۔ اہل مغرب اور مغرب زدہ طبقہ نے ایک زمانہ میں ان اعتراضات کو اتنی شدت سے دہرایا تھا کہ معمولی واقفیت کے لوگ اسلامی شریعت کی صلاحیت و کمال کے سلسلہ میں طرح طرح کے شکوک و شبہات کا شکار ہو گئے تھے ، اور انھیں تقریباً یہ یقین ہو گیا تھا کہ اسلامی شریعت کے کل یا بعض احکام اس متمدن دور میں ناقابل عمل ہیں ۔

AsliAhleSunnet.com

علماء اسلام نے ان اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں دلائل سے ثابت کیا کہ مذکورہ مسائل میں اسلام کا رویہ تمدن کے زیادہ قریب اور انسانی معاشرہ کے لئے زیادہ مفید ہے۔ اس موضوع پر علماء نے مستقل کتابیں تصنیف کیں، مقالات لکھے اور ضمناً دوسرے موضوعات پر اظہار خیال کرتے ہوئے ان شبہات پر بھی روشنی ڈالی، اس طرح بڑی حد تک اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کی دشمنوں کی تحریک ناکام ہوگئی، اور شکوک وشبہات کی فضا ختم ہوئی۔ لیکن سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہوئی کہ اسلامی شریعت پر اعتراض کرنے والے مختلف سماجی تبدیلیوں کی بنا پر خود یہ محسوس کرنے لگے کہ معاشرہ کی فلاح وبہبود کے لئے اسلام نے جو قوانین واحکام صادر کئے ہیں ان کی ضرورت خود ان لوگوں کو بھی ہے جو ان احکام پر معترض ہیں، پھر انھوں نے اسلام کا نام لئے بغیر ان احکام کو بعینہٖ یا معمولی ردو بدل کے ساتھ اپنے معاشرہ پر لاگو کیا اور دوسرے لوگوں کے سامنے اسلامی تعلیمات کی افادیت اور ان کے دوررس نتائج کا اعتراف کیا۔

طلاق ونکاح، اخلاقی ضابطہ بندی، عورتوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط تعدد ازواج وغیرہ مسائل اسی قبیل سے ہیں جن میں اسلام کے جدید معترضین نے مجبور ہو کر اسلامی نقطۂ نظر کو تسلیم کیا، اور ان سے متعلق احکام کی معنویت وافادیت کا اعتراف کیا۔

اسی نوعیت کا ایک اہم مسئلہ جس پر اس وقت بہت سی حکومتوں اور تنظیموں کی توجہ مرکوز ہے "مسکرات ومنشیات" کے غیر معمولی پھیلاؤ اور ان کی ہلاکت آفرینیوں کا ہے، اس وبا کی زد میں پوری نسل اور بالخصوص نوجوان طبقہ ہے، اور اس کے ذیل میں اسمگلنگ، چوری اور زناکاری کے امراض جس طرح پھیل رہے ہیں۔ نیز صحتِ عامہ کو جس طرح کے سنگین نتائج کا سامنا ہے اس سے اکثر لوگ واقف ہیں حکومتوں نے ماہرین پر مشتمل کمیٹیاں بنائی ہیں، مستقل شعبہ جات قائم کئے ہیں، کانفرنسیں اور سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں اور سراغرسانی کی مہم چلائی جاتی ہے، لیکن ان تمام تدابیر واحتیاطات کے باوجود کامیابی حاصل نہیں ہو رہی ہے، اخبارات میں جو خبریں شائع ہو رہی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشرق ومغرب یا جدید سیاسی اصطلاح میں شمال وجنوب کا ہر علاقہ اس لعنت کی زد میں ہے، اور ہر جگہ اس کی فتنہ سامانیاں یکساں ہیں۔

اسلام نے شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کو آج سے چودہ سو سال قبل حرام قرار دیا تھا،

AsliAhleSunnet.com

اور اس لعنت کو "شیطان کے گندے عمل" سے تعبیر کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے "ام الخبائث" یعنی تمام خرابیوں اور بد عملیوں کا سرچشمہ بتایا تھا۔ نیز اس لعنت کے خاتمہ کے لئے ایک موثر عملی تدبیر بتائی تھی، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ انسان کے اندر ایمان پیدا کیا جائے، اس کے ضمیر کو بیدار کیا جائے اور اس میں یہ تصور پیدا کیا جائے کہ اس لعنت میں گرفتار لوگوں کو اللہ تعالی کے سامنے جواب دینا ہوگا، اور اس بد عملی کی سزا بھگتنی ہوگی۔ جن لوگوں نے اس آواز پر کان دھرا ان کے لئے اس لعنت سے چھٹکارا آسان ہوگیا تھا، انھیں نہ کسی متبادل دوا کی ضرورت ہوئی، نہ کسی طرح کا تربیتی کورس کرنا پڑا۔ بلکہ صرف ایمان کی قوت، باز پرس کے تصور اور ضمیر کی بیداری سے وہ اس بلا سے نجات پاگئے۔

اس وقت جو لوگ منشیات کے خلاف مہم چلا رہے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے تجربہ سے فائدہ اٹھائیں، اور لوگوں کو دین حق سے متنفر کرنے کے بجائے اسے قبول کرنے کی تلقین کریں تاکہ ایمان کی قوت اور ضمیر کی بیداری سے نشہ آور اشیاء کے استعمال کے عادی لوگ اس لعنت سے نجات پاسکیں۔ اسلامی شریعت کی برتری اور اسلامی احکام کی حکمت و فلسفہ کو اگر دنیا والوں نے پہلے سمجھ لیا ہوتا اور اسلام کی آواز پر لبیک کہتے تو آج منشیات کا مسئلہ اتنی بھیانک شکل میں سامنے نہ آتا اور پوری کی پوری نسل اس وبا کا شکار نہ ہوتی۔ لیکن اسلام کی مخالفت اور مذہبی تعلیمات کے ساتھ استخفاف و بے توجہی کے جذبہ نے اسلام دشمنوں کو یہ موقع نہ دیا کہ وہ اسلامی شریعت کے اسرار کو سمجھنے اور احکام کے پیچھے جو مصلحتیں کارفرما ہیں ان کو جھانک کر دیکھنے کی کوشش کریں، علم اور ترقی کے زعم میں اسلامی تعلیم کو بے توجہی کا شکار بنایا گیا، اور بعد میں اسی پر عمل کے لئے بجٹ منظور کئے جانے لگے، اور تنظیمات و کمیٹیاں تشکیل دی جانے لگیں۔ پھر ستم یہ ہے کہ اسلامی تعلیم کی معنویت و حکمت واضح ہو جانے اور اس کے مطابق عمل کی ضرورت کا احساس پیدا ہو جانے کے بعد بھی کہیں پر اسلام کا نام نہیں لیا جارہا ہے، اور نہ دنیا والوں کے سامنے یہ اعتراف کیا جارہا ہے کہ ہم اس وقت بس اسی بات کو دہرا رہے ہیں جسے اسلام آج سے چودہ سو سال پہلے کہہ چکا ہے۔ اور اسی قانون کی پابندی کا مطالبہ کررہے ہیں جس کے لئے وہ پہلے ہی زور دے چکا ہے۔ اگر انسانیت کی خیر خواہی و بہبود کا سچا جذبہ دلوں میں ہوتا تو یہ لوگ کسی عار کے بغیر اسلام کی حقانیت و برتری کا اعتراف کرتے اور اس کی تعلیمات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے۔

AsliAhleSunnet.com

منشیات کے موضوع پر تحقیق و مطالعہ کرنے والے ماہرین نے تجزیہ کیا ہے کہ معاشرہ میں پایا جانے والا انحراف، اکتاہٹ، مانگ دلی اور بیکاری ولامقصدیت ان افکار و نظریات کا نتیجہ ہے جنھیں دی تہذیب نے جنم دیا ہے، اور ان بیماریوں سے نجات کے لئے انسان نشہ آور اشیاء کا سہارا لیتا ہے۔

یہ توجیہ جیسی بھی ہو لیکن ہم انسدادِ منشیات کے لئے کوشاں لوگوں میں کسی کو نہیں دیکھتے کہ وہ مادی تہذیب کے مذکورہ ثمرات پر کچھ کہتا یا اس کے تدارک کے لئے کچھ کرتا ہو، گویا منشیات کی الجھن کو دور کرنے کے لئے صرف ظاہری تدابیر پر توجہ دی جا رہی ہے، اور معاملہ کو اس کے حقیقی و بنیادی اسباب کی روشنی میں دیکھنا اب بھی گوارا نہیں ہے!

متمدن ملکوں میں نشہ آور اشیاء کے پھیلاؤ کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ۱۹۶۵ء میں امریکہ میں منشیات کے عادی افراد کی تعداد (۵۷۱۹۹) تھی جن میں نصف سے زیادہ لوگ نیویارک کے اور بقیہ شیکاگو اور کالیفورنیا کے باشندے تھے۔

ایک تقابل میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۵۵ء میں امریکہ میں منشیات کے عادی افراد کی تعداد (۱۰۸۸۲) تھی، جبکہ ۱۹۸۰ء میں یہ تعداد (۶۰۰۰۰) تک پہنچ گئی تھی۔

منشیات میں ایک دوا "امفیتامین" Amfhetamines کے نام سے مشہور ہے، اس کے استعمال کرنیوالوں کی تعداد میں برابر اضافہ کے سلسلہ میں ڈاکٹر (نیل بے جیراٹ) نے آگاہی دی ہے کہ سویڈن میں مذکورہ دوا کے استعمال کرنے والوں کی تعداد ۱۹۵۴ء میں (۲۰۰) تھی جو ۱۹۶۰ء میں بڑھ کر (۱۰۰۰) ہو گئی، اور ۱۹۸۰ء میں (۲۵۰۰۰) تک پہنچ گئی۔

مخدرات سے متعلق ایک امریکی ادارہ کا بیان ہے کہ امریکہ کے (۵۰۰۰۰) افراد امفیتامین کے عادی تھے، اور دیگر منشیات کے عادی افراد کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

ڈاکٹر (ماذاکی) کا بیان ہے کہ جاپان میں امفیتامین کے عادی افراد کی تعداد (۶۰۰۰۰) سے زیادہ ہے۔

برطانیہ کے جدید طبی میگزین نے ۱۹۸۵ء کے اواخر میں کالیفورنیا یونیورسٹی کے شعبۂ صحت عامہ کی

AsliAhleSunnet.com

ایک تحقیق کے نتائج شائع کئے ہیں جن میں درج ذیل باتیں قابل توجہ ہیں:

۱۔ امریکہ میں کم عمری کی موت کا بنیادی سبب تمباکو نوشی ہے، اس سے (۳۵۰۰۰) اموات واقع ہو چکی ہیں

۲۔ تمباکو نوشی کی نتیجہ میں کینسر سے مرنے والوں کی تعداد (۱۲۵۰۰) ہے۔

۳۔ تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ ایک سگریٹ پینے کے نتیجے میں انسان کی عمر چھ منٹ گھٹ جاتی ہے

انسداد منشیات سے متعلق اقوام متحدہ کے دفتر کی ۱۹۸۱ء کی ایک رپورٹ میں وضاحت کیگئی ہے کہ صورت حال بیحد مایوس کن ہے، کیونکہ منشیات کے استعمال میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ اور نشہ آور اشیاء کی چور بازاری شباب پر ہے، اور دنیا کے ہر حصہ کے عوام اس کا شکار ہیں۔ اس وبا میں کسی طرح کی کمی کے بجائے برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ چونکہ منشیات کی چور بازاری مشکل ہو چکی ہے۔ اس لئے ان کی پیداوار میں برابر زیادتی ہو رہی ہے۔ ایک رپورٹ میں مذکور ہے کہ ۱۹۸۱ء میں جنوب مشرقی ایشیا میں افیون کی پیدا رسہ چند ہو کر چھ سو ٹن تک پہنچ گئی تھی، جس کا بڑا حصہ ہیروئن کی شکل میں یورپ و امریکہ کی منڈیوں میں بھیجا گیا تھا۔

یہ بات بھی لوگوں نے نوٹ کی ہے کہ اگر ملک میں سیاسی ٹھیراؤ نہ ہو تو اس سے منشیات کی چور بازاری کو بہت زیادہ فروغ ملتا ہے چنانچہ ۱۹۸۱ء کی پہلی شش ماہی میں ایرانی حکام نے ایک ٹن ہیروئن، ایک ٹن مورفین اور سترہ ٹن افیون پکڑی تھی [1]

قدیم دور میں منشیات و مخدرات کی بہت سی قسمیں تھیں آج ان میں اور زیادہ اضافہ ہوا ہے، چونکہ تاثیر کے لحاظ سے ان کے مختلف درجات ہیں اس لئے علماء اسلام نے ہر ایک کی حقیقت و اصلیت کے لحاظ سے اس پر حکم لگایا ہے۔ لیکن جو خرابی جملہ نشہ آور اشیاء میں مشترک ہے وہ عقل و جسم کا فساد اور مال کی بربادی ہے۔

اسی لئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے وضاحت سے لکھا ہے کہ عقل کو بیکار بنانا بالاتفاق حرام ہے، اور جو چیز انسان کی عقل کو زائل کر دے اس کی حرمت قطعی ہے، اگر کوئی شخص ایسی کسی نشہ آور چیز کو حلال سمجھے اور اپنی رائے سے تائب نہ ہو تو اسے مرتد ہو جانے کی پاداش میں قتل کر دیا جائے گا۔

شراب کی حرمت سے متعلق قرآن کریم کی سورہ بقرہ کی آیت (۲۱۹) سورہ نساء کی آیت (۴۳)

---

[1] المخدرات من القلق الی الاستعباد (متفرق مقامات)

AsliAhleSunnet.com

اور سورۂ مائدہ کی آیات (۹۰، ۹۱) کی تفسیر کے ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت مفسرین نے لکھا ہے کہ انھیں دورِ جاہلیت میں شراب سے بہت زیادہ شغف تھا، لیکن جب اسلام کی نعمت سے بہرہ ور ہوگئے تو اس سے اسی قدر نفرت اور دوری پیدا ہوگئی، ان کے دل میں بار بار یہ خیال آتا تھا کہ اسلام کی طرف سے شراب کی بابت کوئی فیصلہ کن اور سخت حکم آجاتا تو اچھا ہوتا۔ چونکہ شراب دنیا کے دوسرے حصوں کی طرح عرب ممالک میں بھی بہت زیادہ مقبول تھی اور لوگوں کا اس سے یک لخت باز آجانا مشکل تھا، اس لئے قرآن کریم نے اس لعنت سے چھٹکارا دلانے کے لئے تدریجی راستہ اپنایا جس کی تربیت و تزکیہ کے باب میں بیحد اہمیت ہے۔

سب سے پہلے مکی سورہ النحل کی آیت (۶۷) میں انگور و کھجور سے کشید کئے ہوئے نشہ آور مشروب کا تذکرہ حلال و پاکیزہ روزی کے بالمقابل اس طرح کیا گیا کہ غور کرنے والوں کو دونوں کے درمیان اختلاف و تضاد کا احساس ہوجائے۔ پھر سورۂ بقرہ کی آیت میں مسلمانوں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ شراب و جوئے میں گناہ اور منفعت دونوں ہے، لیکن گناہ کا پہلو قوی اور بھیانک ہے۔ پھر سورۂ نساء میں نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا۔ مفسرین نے اس سلسلہ میں ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیات میں سے ہر ایک کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ یہ کہتے تھے کہ: اے اللہ شراب کے سلسلے میں تشفی بخش حکم نازل فرما۔ راوی کا بیان ہے کہ جب سورۂ مائدہ کی آیتیں نازل ہوئیں، جن میں شراب کو کھلے طور پر "شیطانی ناپاک عمل" بتا کر اس سے باز رہنے کا قطعی حکم دیا گیا تھا۔ تو حضرت عمرؓ نے اسے سن کر فوراً کہا کہ: اے اللہ ہم باز آئے، باز آئے۔ (کتب سنن)

روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ سورۂ مائدہ کی قطعی حکم پر مشتمل آیتِ کریمہ جب نازل ہوئی تو مسلمانوں کی حالت قابل دید تھی، منادی نے جب شراب کی حرمت کا اعلان کیا اور لوگوں کے کان میں اس کی آواز پڑی تو جس حالت میں جو تھا سراپا سمع و طاعت بن گیا، اگر شراب کا گلاس ہاتھ میں تھا تو منھ تک نہ لے گئے، منہ سے لگا لیا تھا تو حلق سے نہ اتار سکے، اور جو شراب مٹکوں یا دوسرے برتنوں میں رکھی ہوئی تھی اسے فوراً بہا دیا حدیث میں "فجرت فی سکک المدینۃ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، یعنی مدینہ کی گلیوں میں شراب بہہ پڑی

آج کے دور میں جو مصلحین و قائدین انسدادِ منشیات کے لئے کوشاں ہیں انھیں اس پہلو پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ (ابو عفاف اعظمی)

AsliAhleSunnet.com

شیعی رہنما خمینی کی موت

ماہِ رواں جون ۸۹ء کے پہلے ہفتہ میں ایرانی انقلاب اور شیعہ فرقہ کے رہنما خمینی صاحب کی موت واقع ہو گئی، اور وہ اپنے بہت سارے عزم و آرزوں کو لیکر دوسری دنیا میں چلے گئے جہاں اللہ رب العزت کے نظام جزا و سزا کے مطابق ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ ملتا ہے، اور نیتوں کے اعتبار سے معاملہ کیا جاتا ہے، نہ کسی طرح کی رعایت نہ کوئی لحاظ سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو بخشش و انعام سے نوازنا چاہے، اس پر کسی کا حکم نہیں چل سکتا، اور اس کا حکم ہر ایک پر چلتا ہے۔ مخلوقات میں سے کسی کو بقا حاصل نہیں، بقا صرف رب ذو الجلال کیلئے ہے۔ دنیا میں ہر آنے والا جانے ہی کیلئے آتا ہے، البتہ جانے والوں کے مظاہر و ملابسات الگ الگ ہوتے ہیں، کچھ لوگ سیدھے سادے طور پر چلے جاتے ہیں، اور کچھ لوگوں کے پیچھے بڑے بڑے نعروں اور دعووں کی گھن گرج سنائی دیتی ہے، اور لمبے جلوس کا قطاروں میں ان کا جنازہ چلتا ہے، معتقدین اور حمایتی رو رو کر یا نعرے لگا لگا کر اپنی عقیدت و تعلق اظہار کرتے ہیں۔ جنھیں اپنے اوپر قابو نہیں رہتا وہ بیہوش ہو جاتے ہیں، اور بعض لوگ مرنے والے کے ساتھ خود بھی رحلت کر جاتے ہیں، لیکن موت کے بعد سے تدفین تک کے مظاہر و احوال جیسے بھی ہوں اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مرنے والے کو ان مظاہر سے قطع نظر صرف اس کے عمل کے مطابق جزا یا سزا سے سابقہ ہوتا ہے، اور اظہارِ عقیدت و محبت سے اس عادلانہ نظام پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بہت سے خاموشی سے دفن کیے جانے والے اپنے نیک اعمال کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مستحق ہو جاتے ہیں، اور بہت سے تزک و احتشام سے دفن کیے جانے والے برے اعمال کے باعث عذاب الٰہی سے دوچار ہوتے ہیں۔

خمینی صاحب کی وفات کے بعد اظہارِ عقیدت کیلئے پورا ایران امڈ پڑا تھا، اور تدفین تک لوگ مختلف طور سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے رہے، سڑکوں پر اتنی بھیڑ ہو گئی تھی کہ چلنے والوں کو راستہ بھی مشکل سے ملتا تھا۔ مرنے والے پر غیر معمولی اظہارِ غم اور نالہ و شیون چونکہ شیعہ مذہب میں عبادت کی حیثیت رکھتا ہے، اسلئے خمینی صاحب کی موت پر زیادہ کھل کر گریہ و بکا کا عمل دہرایا گیا، اس میں یہ جذبہ بھی تھا کہ رہنما کی مقبولیت و ہر دل عزیزی کا تصور قائم ہو اور لوگ یہ سمجھیں کہ ایرانی عوام کو

AsliAhleSunnet.com

اپنے لیڈر سے کس درجہ محبت تھی۔ خمینی صاحب کی زندگی میں اور ان کے بعد جس طرح کے طویل وعریض دعوے کئے گئے۔ اور معتقدین نے ان کی تائید میں نعرے لگاتے، نیز انکے تئیں اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کا اظہار کیا وہ سب انکے دائرہ عمل سے باہر ہے، اسلئے انکی بابت ان سے سوال نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ان دعووں، نعروں اور الٹی سیدھی حرکتوں سے وہ متفق ومطمئن رہے ہوں گے تو یقیناً بارگاہ ایزدی میں وہ جوابدہ ہوں گے، اور انھیں ان حرکتوں پر ثواب یا عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

خمینی صاحب جب سے برسر اقتدار آئے کبھی بھی اہل سنت کے حق میں کلمہ خیر نہیں کہا، نہ اپنے قول وعمل سے کبھی یہ ثابت کیا کہ عظیم اسلامی انقلاب کی کامیابی کیلئے جدوجہد میں وہ اہل سنت کا کسی طرح کا تعاون چاہتے ہیں، لیکن اس کے باوجود سنیوں کے بعض فرقے اور طبقے انکے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے رہے اور انکو عالم اسلام کا قائد وپیشوا مانتے رہے، خمینی صاحب کی زندگی میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور انکی موت کے بعد بھی اسکے اثرات نمایاں طور پر محسوس کئے گئے۔ اگر خوش فہمی و حسن ظن کے اس رویہ کی کوئی صحیح بنیاد ہوتی تو ہمیں بھی بہت خوشی ہوتی کہ چلو عالم اسلام کو ایک ایسا رہنما میسر آگیا جس کی قیادت میں اب اسلامی دنیا غیر مسلم بلاک سے آنکھیں ملا سکے گی، اور دفاع واقتصاد کے مسئلہ میں خود مختار ہو جائے گی۔ لیکن یہ مسئلہ صرف ایک سیاسی بازی گری تھی جس سے دنیا کے سادہ لوح مسلمانوں کو جو طرح طرح کی سازشوں سے مایوسی کا شکار ہو چکے تھے، دھوکہ دے کر اپنی قیادت کا سکہ جمانا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خمینی صاحب دوسروں سے پہلے اپنے ملک و عوام کے مسائل کو حل کرکے دنیا کے سامنے ایک زندہ نمونہ پیش کر دیتے، اور سب لوگ دیکھ لیتے کہ کس طرح خود مختار اسلامی نظام قائم ہوتا ہے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ خمینی صاحب اپنے ملک کیلئے بھی کچھ نہ کر سکے، اور دوسروں کیلئے بھی کوئی ایسا نمونہ نہیں چھوڑا جسے قابل تقلید کہا جاسکے، ملک میں انکے بعد جو تبدیلی بھی رونما ہوئی اس کا تعلق تباہی وبربادی اور بےچینی ومایوسی ہی سے جڑا رہا، سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں بے گناہ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے، اور کسی کو انکے جرم یا قصور کا علم نہ ہو سکا۔ عراق کے ساتھ جنگ میں لاکھوں افراد مارے گئے یا زخمی وقیدی بنے۔ اور خمینی صاحب کی طرف سے عدل وانصاف اور قوت وشوکت کے نعرے بلند ہوتے رہے۔

سیاسی، اقتصادی، اور فوجی میدان میں چونکہ پیہم ناکامیوں کا سامنا رہا اسلئے اسے پروپیگنڈے کے ذریعہ انھیں چھپانے کی ضرورت محسوس ہوئی، اور اس محاذ پر خمینی صاحب کو کسی نہ کسی حد تک کامیابی حاصل ہوئی چنانچہ انھوں نے ایشیاء، افریقہ، یورپ اور امریکہ میں اپنے گماشتوں کا جال بچھا دیا، اور ان لوگوں نے بڑی چابکدستی اور صفائی کے ساتھ

AsliAhleSunnet.com

خمینی نظام کی وکالت کی، صحافت، ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ سے ایسے مقالے اور پروگرام پیش کئے گئے جن سے متاثر ہو کر لوگوں نے خمینی صاحب کو وقت کا ہیرو سمجھا، اور ان کے ہاتھوں کسی عظیم الشان انقلاب کے رونما ہونے کا انتظار کرنے لگے لیکن ریت پر بنائی گئی عمارت کب تک کھڑی رہ سکتی ہے، ایک وقت آیا کہ ایران کی داخلی صورت حال چشم دید گواہوں کی زبانی لوگوں کے سامنے آگئی، اور دنیا نے سنا اور پڑھا کہ جنگ میں حصول فتح کے لئے خمینی صاحب نے مسلمانوں اور اسلام کے ازلی دشمن اسرائیل تک سے اسلحہ خریدکر اور انھیں مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا، لیکن پھر بھی جنگ کا پانسا انکے حق میں نہ پلٹا۔

عالم اسلام کی حد تک خمینی صاحب کا ایک حربہ بڑا کارگر ثابت ہوا، انھوں نے شروع ہی میں دنیا کی بڑی طاقتوں کے ساتھ بظاہر بے لچک رویہ اختیار کیا، اور لعن طعن سے آگے بڑھکر انھیں دھمکیاں تک دے ڈالیں، اور یہ باور کرانا چاہا کہ وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ عوام پر جو ظاہر سے ہٹ کر اندر کی باتیں دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، خمینی صاحب کے بے لچک رویہ کا بڑا اثر ہوا اور انھوں نے یقین کر لیا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایک مسلمان ملک دنیا کی بڑی طاقتوں کو جو عرصہ سے مسلم ممالک کو اپنے جال میں پھنسائے ہوئے ہیں، اپنی مرضی کے مطابق چلائے گا، اور ان سے کسی بھی طرح کا تعاون حاصل کئے بغیر اپنے ملک اور عوام کی خدمت کرتا رہے گا۔

اگر حقیقت وہی ہوتی جس کا خمینی صاحب اور انکے متبعین دعویٰ کرتے تھے تو یقیناً یہ صورت حال ہمارے لئے بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کیلئے بڑی اطمینان بخش ہوتی کیونکہ کون نہیں چاہتا کہ مسلم ممالک کی محتاجی ختم ہو، اور سائنس و ٹکنالوجی کے میدان میں وہ آگے بڑھیں اور جو کچھ انکو ضرورت ہے اسے وہ خود پیدا کریں، اور فوجی میدان میں انکے وسائل ایسے ہوں کہ کوئی انکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ نہ سکے، نیز انکی دولت اور انکے عوام کا استحصال نہ ہو سکے، انکے علاقوں میں امن و خوشحالی اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہو۔

مگر آزادی و خود مختاری، خود کفالت و قناعت اور فراست و شجاعت کی جتنی نمائش خمینی صاحب کی طرف سے کی گئی سب بے بنیاد نکلی، اور اپنی کسی دھمکی و تعلی میں وہ ثابت قدم نہ رہ سکے، جہاں بھی بڑھکر للکارا اور قدم آگے بڑھایا وہاں انکو پسپا اور شرمسار ہونا پڑا۔ اور بہت تھوڑے دنوں میں عوام نے سمجھ لیا کہ ڈھول کی آواز اور ہاتھی کے دانت کی مثالوں کی معنویت کیا ہے، خمینی صاحب کو اپنی زندگی ہی میں کئی مسئلوں میں اپنی بلند آہنگی سے دستبردار ہونا پڑا۔ اور پھر مخالفین کے مطابق مسئلہ کا جو حل تھا اسے قبول کرنا پڑا، نعروں کا شور یا سادہ لوح عوام کی عقیدت و گرم جوشی انکو مخالفین کے مقابلہ میں زیادہ دیر تک ثابت قدم نہ رکھ سکی، چنانچہ ہر اس مسئلہ میں جسے انھوں نے اپنے وقار اور انا کا مسئلہ بنایا تھا بعد میں مخالفین کے رویہ کو قبول کرنا پڑا جس کے سبب اور زیادہ جگ ہنسائی ہوئی۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے

AsliAhleSunnet.com

کہ خمینی صاحب یا ان کا نظام معاملات کے نشیب و فراز اور فریقین کی وسعت وطاقت سے ناواقف تھا، کیونکہ پچھلی دو تین صدیوں سے ایک ہی نوعیت کے مہرے بساط پر تھے، اور مشابہ چالوں سے اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کے استحصال کا کام جاری تھا جس سے ادنیٰ سوجھ بوجھ کا آدمی بھی معاملات کی گہرائیوں کو سمجھنے لگا تھا، اور اسے اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ اس یکرخے کھیل کا سبب کیا ہے، البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایرانی نظام صورتحال کو سمجھتے ہوئے میدان میں اترا تھا اور اسے اچھی طرح احساس تھا کہ سادہ لوح عوام کو مائل کرنے کا یہ طریقہ وقتی طور پر مؤثر ہو گا، بعد میں نتائج خواہ کچھ بھی ہوں، سیاست کی دنیا میں پلٹ کر ریکارڈ دیکھنے کی مہلت کسے ہوتی ہے، تو سکہ جس وقت چل سکے اسے چلا دینا ہی اس بازیگری کا کمال ہے، چنانچہ ایران کے سیاسی طالع آزماؤں کا اندازہ صحیح ثابت ہوا، اور تھوڑے عرصہ تک دھیکے بعد دیگرے ایسے نعرے اور دھمکیاں سامنے لاتے رہے جن سے سادہ لوح عوام ایران کی " فراست و شجاعت " کا سکہ بیٹھتا رہا، اور محدود علم ونظر والوں نے سمجھا کہ اب اجارہ داریوں کا دور ختم ہوا، بنیادی حقوق سے محروم عوام کو انکے حقوق مل گئے، مذہبی بالا دستی قائم ہوئی، اور عالم اسلام کی پیچیدہ گتھیاں سلجھ جائیں گی، امیدوں پر جینا بھی ایک واقعہ ہے، اگر تھوڑے دنوں عوام مذکورہ امیدوں پر جیتے تو یہ بھی غنیمت ہوتا، لیکن افسوس ایسا بھی نہ ہو سکا، ناکامیوں اور پسپائیوں کا سلسلہ جب شروع ہوا تو سیل رواں کی طرح بڑھتا گیا، اندازے اور پیشین گوئیاں سب غلط ثابت ہوئیں، اور اپنے ہی ہاتھوں ایرانی نظام کو اپنی بٹی ہوئی رسی ادھیڑنا پڑی۔

چنانچہ " انقلاب والحاد کے علمبردار " خمینی صاحب کا ایک ہیرو کی طرح جنازہ نکلے ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ عالمی اور ایرانی پریس نے ایرانی نظام کے ایک ذمہ دار سے متعلق یہ خبر شائع کی کہ وہ سوویت یونین کے دورے پر جا رہے ہیں!

پھر واقعتہً یہ دورہ عمل میں آیا، علی رفسنجانی ۲۰ جون ۸۹ء کو روس کے دورے پر گئے، اور روسی حکام کے ساتھ موصوف مذکور کی بات چیت کی بعض تفصیلات اخبارات میں شائع ہوئیں۔ جو مسائل سرفہرست تھے ان میں اقتصادی و دفاعی مسائل کی اہمیت ہے، اور بقیہ اور بھی انہیں دونوں شعبوں سے وابستہ ہیں۔ دورہ سے متعلق جو تفصیل آئی ہے اس میں ایرانی ذمہ دار کی یہ امید و توقع موجود ہے کہ اس دورہ کے بعد دونوں ملکوں کے تعلقات استوار ہوں گے، اور باہمی تعاون کی نئی راہیں سامنے آئیں گے، ساتھ ہی انھوں نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ ہم روسی ٹکنالوجی اسلحے حاصل کر رہے ہیں کہ عراق کا مقابلہ کر سکیں۔

سوال یہ ہے کہ روس کا یہ " شجر ممنوعہ " اب کس طرح دوستی وتعاون کے قابل ہو گیا جبکہ افغانی مجاہدین کے خون سے رنگین اس کا دامن ایرانی ذمہ داروں کے سامنے ہے ؟ اور الحاد و بے دینی کی علمبردار اس حکومت کے اسلام اور مسلمانوں

AsliAhleSunnet.com

کے خلاف ریشہ دوانیاں سب کے سامنے ہیں ؟ ایرانی نظام نے نقطۂ نظر کی تبدیلی سے ایسا کیا ہے ، یا حالات کی مجبوری اور دباؤ سے ؟ امر واقعہ جو بھی ہو لیکن عوام کیلئے اس دورہ کی توجیہ مشکل ہے ، کیونکہ کل تک جن بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں خم ٹھونکا جا رہا تھا ۔ اور جن پر الحاد و بے دینی اور مسلمانوں کے استحصال کی فرد جرم عائد تھی ۔ ان میں سے ایک طاقت اب کس بنیاد پر اس قابل ہو گئی کہ اس کا دورہ کیا جائے ۔ اور وہاں سے تعاون حاصل کیا جائے ؟

دنیا کی تحریکوں کو ان کے اصول و مقاصد اور وسائل کار کے ذریعہ اور افراد کو انکے افکار و نظریات اور اخلاق و کردار کے ذریعہ پرکھا جاتا ہے ۔ ان چیزوں میں سے کوئی چیز سامنے ہو تو پھر کسی اور دلیل و ثبوت کی ضرورت نہیں رہتی ، ان چیزوں کے آئینہ میں خمینی صاحب پر عربی ، اردو اور انگریزی میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے ۔ اور ان تحریروں کی روشنی میں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ خمینی صاحب کسی بھی طرح عالم اسلام (سنی و شیعہ) کے متفقہ رہنما و لیڈر نہیں تھے ، انھوں نے کبھی خود بھی یہ دعویٰ نہیں کیا ، اور نہ انکی کسی تحریر سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے ۔ شیعہ فرقہ البتہ انھیں "روح اللہ" "آیۃ اللہ" اور امام منتظر کا قائم مقام ،، مانتا ہے اور اسے یہ توقع تھی کہ خمینی صاحب اپنی حکمت عملی سے اسلامی دنیا کے پیشوا بن جائیں گے ، لیکن اس مقصد کیلئے غیر معمولی پروپیگنڈہ ، مسلم حکومتوں سے ٹکر ، بڑی طاقتوں کو چیلنج اور عراق کے ساتھ جنگ کے جو وسائل اختیار کئے گئے وہ مقصد برآری میں مفید نہ ہو سکے ، ایرانی انقلاب کے آغاز میں تو "انقلاب برآمد" کرنے کی باقاعدہ اصطلاح استعمال کی گئی ، اور مسلمانوں کے قبلہ نیز شہر مکہ مکرمہ کو سیاسی عزائم کی آماجگاہ بنانے کی منظم کوشش ہوئی ، پھر بھی انقلاب کے ثمرات و برکات ایران کی سرزمین سے نکل کر کسی ایک ملک یا اسکے کسی چھوٹے حصے تک بھی نہ پہنچ سکے ، عالم اسلام کی قیادت ہی کے چکر میں اسرائیل کے خلاف بے حد سخت قسم کی نعرہ بازی ہوئی ۔ اور ایسا باور کرایا گیا کہ عالم اسلام و عرب کا یہ ناسور بہت تھوڑی مدت میں ایرانی سورماؤں کے ہاتھوں دم توڑ دے گا ، لیکن دنیا نے دیکھا کہ اسرائیل سے حاصل کئے ہوئے اسلحہ سے عراقی فوجوں کا خون بہایا گیا اور اسرائیل حسب معمول اپنی جارحیت اور عسکری برتری کے غرور میں سرشار آگے بڑھتا رہا ۔ تنہا یا کسی مسلم ملک کے ساتھ مل کر اگر کوئی ایک آدھ ضرب بھی اسرائیل پر خمینی فوج کی طرف سے لگائی گئی ہوتی تو ان نعروں کی لاج رہ جاتی جنھیں خمینی کے متبعین انقلاب کے بعد سے دہرا رہے تھے ۔

دلائل کی بنیاد پر ہمارا یقین ہے کہ خمینی صاحب اگر لیڈر تھے تو صرف شیعہ فرقہ کے لیڈر تھے ، عام مسلمانوں کے نہیں ، اور اگر اتحاد کے علمبردار تھے تو صرف شیعہ فرقوں کے اتحاد کے ، عام مسلمانوں کے نہیں ، تا کہ اس اتحاد کے ذریعہ وہ سنی مسلمانوں اور مسلم حکومتوں سے جنھوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا تھا ، انتقام لے سکیں ، اس بات کو مبرہن کرنے کیلئے ہم خمینی صاحب کی بعض تحریریں

AsliAhleSunnet.com

سے اقتباسات پیش کرتے ہیں جن سے ہماری تائید ہوگی، اور فریب خوردہ لوگوں کو غور کرنے کا موقع ملے گا۔

۱۔ خلافت کیلئے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں :۔

"اجمالی طور پر امور و معاملات میں مسلمانوں کے مابین رونما ہونے والے تمام اختلافات کا مصدر یوم سقیفہ ہے، اگر وہ دن نہ ہوتا تو آسمانی قوانین سے متعلق مسلمانوں کے مابین یہ اختلافات رونما نہ ہوتے"

"قرآن میں اگر امام کا ذکر بھی ہوتا تو مسلمانوں کے مابین اختلافات نہ رونما ہونے کی ذمہ داری کون لے سکتا تھا ہ کیونکہ جن لوگوں نے اسلام اور نبی اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ خود کو چپکا رکھا تھا، اور گٹھ جوڑ کر لیا تھا، وہ لوگ امام کا نام مذکور ہونے کی صورت میں بھی) قرآنی اقوال کی پابندی نہ کرتے اور اپنی دسیسہ کاریوں سے باز نہ آتے" (کشف الاسرار عربی اشاعت ۱۹۸۸ء ص ۱۳۰)

۲۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا سلسلہ جاری تھا، اس موضوع پر لکھتے ہیں :

"نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جبریلؑ فاطمہؓ کے پاس غیب کی خبریں لاتے تھے، جنھیں امیر المومنین (علیؓ) مدون کرتے تھے، اسی کو "مصحف فاطمہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔۔" (کشف الاسرار ص ۱۴۳)

اس توضیح کی روشنی میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وحی کی تبلیغ میں کیا کوئی کمی رہ گئی تھی جس کی تکمیل کیلئے جبریل آتے تھے ؟ اور غیب کی جن خبروں کو حضرت علیؓ مدون کرتے تھے اور جنھیں مصحف فاطمہ کا نام دیا گیا کیا ان سے نعوذ باللہ قرآن کریم کی تکمیل مقصود تھی ؟ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ دین کو میں نے مکمل کر دیا ہے لیکن مصحف فاطمہ کی خمینی صاحب والی بات سے لازم آتا ہے کہ دین کی تکمیل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نہیں ہوئی تھی! اب ایک مسلمان قرآنی آیت کی تصدیق کرے یا خمینی صاحب کی بات مانے ؟

۳۔ قرآن کریم میں امامت کا تذکرہ نہ ہونے کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم) نے قرآن میں امامت کا تذکرہ اس ڈر سے نہیں کیا کہ اس طرح آپ کے بعد قرآن میں تحریف ہو جائے گی، اور مسلمانوں کے مابین اختلاف میں شدت آجائے گی۔ اور اس سے اسلام متاثر ہوگا۔ (کشف الاسرار ص ۱۴۹)

۴۔ ایک دوسرے مقام پر تبلیغ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کوتاہی (نعوذ باللہ) کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"یہ بات واضح ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم کے مطابق امامت کے مسئلہ کی تبلیغ کی ہوتی اور اس سلسلہ میں کوشش کرتے تو اسلامی ممالک میں یہ سب اختلافات جھگڑے اور لڑائیاں نہ ہوتیں، اور دین کے اصول و فروع میں اختلافات نہ ہوتے۔۔" (کشف الاسرار ص ۱۵۵)

AsliAhleSunnet.com

۵۔ خمینی کی نظر میں امامت کا درجہ نبوت سے بڑھا ہوا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"امام کیلئے مقام محمود، بلند درجہ اور کائنات کی خلافت ثابت ہے کائنات کے تمام ذرے اسکی ولایت و تسلط کے تحت ہیں۔ ہمارے مذہب کی ضروری باتوں میں سے یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ کیلئے ایک ایسا مقام ثابت ہے جہاں کوئی مقرب فرشتہ یا رسول و نبی نہیں پہنچ سکتا۔" (الحکومۃ الاسلامیہ ص ۵۲)

خمینی کی وفات پر غیر اسلامی حرکات اور عقیدت میں غلو و انتہا پسندی کے مظاہر

ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ شیعہ فرقہ مردوں پر آہ و بکا اور سینہ کوبی و گریباں دری کیلئے مشہور ہے اور اسکی نظر میں گریہ و ماتم اور نالہ و شیون کار ثواب ہے۔ خمینی صاحب کی وفات پر یہ کیفیت بجد وسیع پیمانہ پر دیکھنے میں آئی۔ اسی لئے بعض اخبارات نے اسطرح کی سرخی ثبت کی کہ: "خمینی نے اپنے ایرانی متبعین کو موت و زندگی دونوں حالتوں میں فتنہ میں ڈالا"

عقیدت کے غلو کا یہ حال تھا کہ خمینی کے متبعین نے انکی قبر کو "حرم شریف" کا درجہ دیا اور قبر کے گرد مربع ستون پر مربع شکل میں اس طرح دیوار بنا دی گئی ہے کہ کعبہ شریف کے مشابہ نظر آتی ہے، زائرین اگر دیواروں کو تبرک کیلئے چھوتے ہیں، اور جو لوگ بھیڑ کے سبب وہاں تک پہنچ نہیں پاتے وہ اپنے رومال یا چادر کو قبر کے مجاورین کی مدد سے قبر سے مس کرا لیتے ہیں، اور پھر تبرک کیلئے انھیں محفوظ رکھتے ہیں۔

آئندہ ماہ اگست میں منعقد ہونے والے صدارتی انتخاب کے تنہا امیدوار علی رفسنجانی کا قول ہے کہ: "خمینی کی قبر ایسا مشہد ہے جس سے انوار الٰہی کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔" اور خمینی صاحب کے خلیفہ و موجودہ ایرانی صدر علی خامنئی کا قول ہے کہ: "خمینی کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا پر نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ وہ انبیاء و معصومین کے درجہ میں تھے۔"

ایک خبر میں وضاحت ہے کہ خمینی صاحب کے لڑکے احمد الخمینی اس وقت ایرانی عوام سے چندہ جمع کر رہے ہیں تاکہ اپنے والد کی قبر پر مسجد اقصیٰ کے قبۃ الصخرہ کی طرح ایک بڑا قبہ تعمیر کریں، اور اس پر سونے کی چادر ڈالی جائے۔

خبر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ روزانہ سیاہ لباس میں ملبوس لاکھوں افراد خمینی صاحب کی قبر کی زیارت کیلئے آتے ہیں، اور وہاں پر نوحہ کرتے ہیں، سر اور چہرے کو طمانچے لگاتے ہیں، اور اپنی وارفتگی کا اظہار کرتے ہیں۔

اخبارات نے خمینی صاحب کی طرف یہ قول بھی منسوب کیا ہے کہ: "ہمیں اپنے شمالی پڑوسی کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہیئے۔"

AsliAhleSunnet.com

اسی بنیاد پر افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کو یہ امید ہو گئی ہے کہ اب ایران سے اسکے تعلقات اچھے ہو جائیں گے، سیاسی مشاہدین اس وقت محسوس کر رہے ہیں کہ افغانی مجاہدین کی تائید میں ایران کی طرف سے کابل پر جو نکتہ چینی ہوا کرتی تھی اب اسکی شدت میں کمی آگئی ہے۔

خمینی کی تدفین کے دو روز بعد علی رفسنجانی نے جو پریس کانفرنس منعقد کی تھی اس میں یہ وضاحت کی تھی کہ خمینی نے اپنی وفات سے قبل سختی سے تاکید کی تھی ماسکو کے ساتھ تعلق بہتر بنائے جائیں۔ (المسلمون انٹرنیشنل ۱۶ر جون ۱۹۸۹ء)

(بقلم جہاں بیں)

شعبۂ تجوید و قرأت

ہمیں بیحد مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے اس سال جامعہ سلفیہ میں تجوید و قرأت کا شعبہ قائم ہو گیا ہے۔ جس میں اس فن کی باقاعدہ دو سال تک تعلیم دینے کے بعد سند دی جائے گی۔ اس شعبہ کے لئے دو مستند اور مخلص اساتذہ کی خدمات حاصل کی جا چکی ہیں۔ مذکورہ بالا شعبہ میں تجوید کی تعلیم کے خواہشمند حضرات سے گذارش ہے وہ پہلی فرصت میں جامعہ سے رابطہ قائم کریں

واضح رہے کہ شعبہ میں داخلہ کی منظوری کے بعد نصاب کی تکمیل ضروری ہوگی۔

پتہ: دفتر جامعہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، بنارس۔ ۲۲۱۰۱۰

AsliAhleSunnet.com

بیماریوں کو چھپانے کے بجائے ان کا علاج ضروری ہے

برہمن سماج کے ذمہ دار لیڈر توجہ کریں

آج (نومبر ۱۹۸۰ء) ایک طرف مرادآباد، علیگڈھ، الہ آباد وغیرہ میں مسلمانوں کا آخری محاسبہ ہو رہا ہے اور آل انڈیا ہندو پریشد کا کم از کم ایک لیڈر مسٹر بلراج مدھوک پوری آزادی سے ان سب مقامات پر گھوم گھوم کر اس سارے فساد کے سلسلہ کو ہوا دے رہا ہے چونکہ گودھرا گجرات میں بھی ہندو مسلم فساد حال میں ہوا ہے لہذا یہ بالکل ممکن ہے کہ مسٹر مدھوک بن بلائے مہمان کی طرح خود ہی وہاں بھی جا پہنچے اور لوگوں کو ترغیب دی کہ "تم نے یہ سلسلہ فساد شروع کر کے نیشنل انٹگریشن کی طرف ایک عمدہ قدم اٹھایا ہے اندرا حکومت کے دباؤ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ ساری جاتی کی روح تمہاری پشت پر ہے اور تم بہت ہی جلد اپنے دھرم یدھ میں کامیاب ہو جاؤ گے اور سچا دھرم راج بھارت ورش میں قائم ہو جائے گا اور وہ اندرا کی دبو حکومت کے ایک ایک کارکن کو پوری سزا بھی دے گا" آج سے بارہ برس پہلے کشمیر میں کشمیری پنڈت ایجی ٹیشن کے زمانے میں ہندو مسلم فسادات نے نہایت خوفناک صورت اختیار کرلی تھی اس صورت حال کو دیکھ کر مسٹر بلراج مدھوک بن بلائے مہمان کی طرح خود ہی کشمیر جا پہنچے تھے اور وہاں کے شیتل ناگ کے مندر میں ایک جلسہ کراتے ہوئے یہ تقریر کردی کہ یہ ملک ہندوؤں کا ہے لہذا جسے مسلمان کہلانے پر اصرار ہے وہ سیدھا مکہ مدینہ کی راہ لے یا کم از کم پاکستان چلا جائے۔

شیتل ناگ کے پڑوس میں ہی ایک ہفتہ وار اخبار پیام انقلاب کے ایڈیٹر خواجہ غلام محمد بٹ رہتے تھے وہ بھی شیتل ناگ کے جلسہ میں شریک تھے یہ جلسہ رات کو ہوا تھا اور اگلی صبح کو مسٹر بٹ میرے پاس آپہنچے اور سارا ماجرا سنایا اور نہایت تشویش کے لہجے میں کہا کہ صورت حال خطرناک ہو چکی ہے۔

مجھے کم از کم اڑھائی تین ماہ پہلے ہی کشمیری پنڈت ایجی ٹیشن کا اندازہ ہو گیا تھا اور میں نے خواجہ شمس الدین آف اننت ناگ کے ذریعہ یہ خبر خواجہ غلام محمد صادق چیف منسٹر جموں کشمیر کو پہنچا دینے کی کوشش کردی تھی یہ خواجہ شمس الدین صاحب بخشی غلام محمد کے بعد کچھ عرصہ کیلئے کشمیر کے وزیر اعلیٰ بھی رہ چکے تھے صادق صاحب نے اسی موقع پر مضبوطی

AsliAhleSunnet.com

مضبوطی دکھائی اور مدھوک صاحب اپنے فسادی منصوبے میں ناکام ہوکر اور گرفتاری کے خوف سے کسی ذریعہ سے لپاما جا پہنچے اور وہاں سے بذریعہ جہاز چنڈی گڑھ آگئے،

میں نے دوسرا قدم یہ اٹھایا کہ "برہمن ازم کا احیاء اور اس کے نتائج" کے زیرعنوان ایک مقالہ لکھ ڈالا، یہ مقالہ میں نے جن سنگھ کے اور آر. ایس. ایس کے لیڈروں کو مخاطب کرکے لکھا تھا دہلی پہنچ کر اس کا انگریزی ترجمہ کرایا اور اسے لیکر سیدھا مدراس جا پہونچا چونکہ اسی سال پہلی دفعہ جن سنگھ کا پہلا سالانہ اجلاس جنوبی ہند میں بمقام کالی کٹ ہو رہا تھا لہذا میرا ارادہ یہ تھا کہ اس مقالہ کو طبع کرا کر خود اسی اجلاس میں تقسیم کرادوں اور جن سنگھ اور آر. ایس. ایس کا ردعمل معلوم کروں میں ایک بے سروسامان آدمی ہوں ساتھ ہی اللہ پاک بروقت میری امداد کردیتا ہے اس موقع پر بھی اللہ پاک نے میری پوری امداد کی ایک سرراہے قسم کے ملاقاتی نے پمفلٹ کی سات ہزار کاپیاں طبع کرادیں چھ ہزار کاپیاں تو مدراس میں چھوڑیں اور ایک ہزار کاپیاں لیکر کالی کٹ جا پہنچا اور جس جن سنگھی لیڈر سے سب سے پہلی ملاقات ہوئی وہ مسٹر مدھوک تھے اور میں نے بلا کسی تمہید کے ان سے اپنا ارادہ بتادیا اور مسٹر مدھوک نے مجھے مشورہ دیا کہ میں الکاپوری ہوٹل میں آجاؤں جہاں جن سنگھ کی ورکنگ کمیٹی کے سارے ممبر ٹھہرے ہوئے تھے یہ بھی بتادوں کہ اس ملاقات میں مسٹر مدھوک نے کسی بدمزگی کے بجائے ایسی گرم جوشی کا اظہار کیا تھا جو صرف وہ شخص کرسکتا ہے جو عرصہ کے بعد اپنے بچھڑے ہوئے بھائی سے ملاقات کرتے وقت دکھاتا ہے مسٹر مدھوک کے ساتھ جن سنگھ کے سابق صدر رشی پنبر دیال جی بھی تھے اور مسٹر مدھوک کی گرم جوشی میں وہ بھی بہہ گئے اور یہ فقرہ بھی کہہ گئے کہ

"ایک سچا دوست وہی ہوسکتا ہے جو پورا نقاد بھی ہو" یہ بھی عرض کردوں کہ مسٹر مدھوک کی یہ گرم جوشی مکاری کا ایکٹنگ نہ تھا بلکہ وہ ایک طرف تو میری خیر اندیشی جذبہ تھا تو دوسری طرف مسٹر مدھوک پتمبر داس جی کی دبی ہوئی انسانی فطرت تھی جو تعصبات کے زنجیروں کو توڑ کر اپنے ایک بچھڑے ہوئے بھائی کی انسانی فطرت سے مل جانے کیلئے وقتی طور پر بیتاب ہوچکی تھی اسی بے خودی کی حالت میں میں نے مسٹر مدھوک کو اتنی زور سے سینے سے لگایا کہ باقی کسر بھی نکل گئی اور انھوں نے مجھے الکاپوری ہوٹل میں آنے کی دعوت دے دی، اس دن تو میں الکاپوری ہوٹل نہ گیا البتہ دوسری صبح کو میں پمفلیٹوں کو تھیلے میں رکھ کر الکاپوری ہوٹل جا پہنچا اور سب سے پہلے آج بھی میری ملاقات مدھوک جی سے ہوئی. کل صبح کا اثر آج بھی ان پر موجود تھا مگر میں نے انھیں کوئی تکلیف نہ دی میں کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھا جو میرے پمفلٹ کی کاپی چند افراد تک پہنچا سکے اس کے لئے کسی نے میری رہنمائی مسٹر لال کشن ایڈوانی کے کمرے کی طرف کی،

AsliAhleSunnet.com

جب میں ان کے کمرے پر پہنچا تو وہ اجلاس میں جانے کیلئے طیار ہوکر کمرے سے باہر آرہے تھے چونکہ اڈوانی صاحب مجھ سے اور میرے خیالات سے اچھی طرح واقف تھے لہٰذا میں نے بلا کسی تمہید کے اپنا مدعا ان سے بیان کر دیا انھوں نے جواب میں مجھ سے کہا کہ اجلاس کی اہم شخصیتیں تو یہی ہیں جو یہاں موجود ہیں ساتھ ہی مجھ سے پمفلیٹیں لیکر ورکنگ کمیٹی کے ممبران میں تقسیم کر دیں ، اجلاس عام میں تقسیم کرانے سے معذوری ظاہر کر دی اسلئے کہ یہ نہ تو ممکن تھا ، نہ اس سے کوئی فائدہ متوقع تھا ۔ اس کے بعد وہ اجلاس میں شریک ہونے کیلئے چل دیئے اور میں ایک انگڑائی لیتا ہوا کل صبح کی بے خودی کی دنیا میں پہنچ گیا روح و جسم کا ایک ایک رواں اللہ پاک کا شکریہ ادا کرنے میں مصروف تھا ، کچھ عرصہ بعد میں بھی اپنی رہائش گاہ پر آگیا ۔

یہ تو ہے میرا جن سنگھ اور میرا آر ۔ ایس ۔ ایس ۔ اے اور میرا مدھوک ۔ بظاہر وہ مسلمانوں کے دشمن سہی مگر ان کی تہہ میں اتر کر کھوج لگائی جائے تو وہی انسانی ہمدردی ان میں بھی موجود ہے جو اصل انسانی فطرت ہے اور جو حیوانات کی مفید و مضر کاروباری ذہنیت کے علاوہ ایک چیز ہے ۔ یہ انسانی فطرت نیک و بد کی تمیز کا دوسرا نام ہے ، یہ انسانی فطرت حیوانی زندگی کے فوری مطالبات کو دبا کر انجام کار پر نظر رکھتی ہے ۔

حیوانات کے مقابل اسی انسانی فطرت کا نام انسان ہے صوفی نذیر احمد میں تو یہ فطرت اتنی تربیت یافتہ ہو چکی ہے کہ وہ عارضی نفع و نقصان کے پیچھے دوڑنے کے بجائے اپنی حالت میں قائم ہو چکی ہے مگر جن سنگھ اور آر ۔ ایس ۔ ایس ابھی اسے دبا کر مسلمانوں کے شکار میں لگے ہیں ۔ یہ لوگ بظاہر حال مسلمانوں کو ایک نظر دیکھنا گوارا نہیں کرتے ، مدھوک صاحب جن سنگھ اور آر ۔ ایس ۔ ایس کے ایا زدار قسم کے لاؤڈ اسپیکر ہیں جو بالکل اسی بات کا کھلا پرچار کرتے ہیں جو آر ۔ ایس ۔ ایس کا مسلمانوں کے متعلق اصل منصوبہ ہے ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو سارے ہندوستان میں کہیں قدم نہ جمانے دو " یہ تو ہے موجودہ وقت کے ڈرامے کا ایک پہلو ، اسے آپ تخریبی پہلو کہہ سکتے ہیں

دوسرا پہلو

ہندو مسلم تنازع کا دوسرا پہلو وہ ہے جسے ظاہر کو دیکھتے ہوئے آپ تعمیری پہلو کہہ سکتے ہیں اس کا حقیقی نمائندہ تو گاندھی تھا جس کے پاس اس سوال کو حل کرنے کا کوئی بھی منطقیانہ فارمولہ نہ تھا مگر اس کے پاس خیراندیشی کا اتنا بڑا ذخیرہ تھا کہ اسے یقین تھا کہ وہ اس خیراندیشی کے جذبہ کے ذریعہ سارے سوال کو حل کر کے چھوڑے گا ، پاکستان بنجانے پر گاندھی کو بظاہر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا مگر اس نے ہار نہ مانی اور اپنے خیراندیشی کے جذبے سے مسلح ہوکر اس نے دوبارہ حملہ شروع کر دیا ، اور پاکستان جانے کا

AsliAhleSunnet.com

فیصلہ کیا، خود دہلی میں برلا ہاؤس میں محاذ قائم کیا یہانتک کہ ایک سنگدل نے اس کا خاتمہ کردیا۔

ایک سوال

سوال یہ ہے کہ کیا گاندھی ناکام ہوا؟ جواب یہ ہے کہ They never fail Who die in a great cause "جو لوگ کسی بڑے مقصد کے لئے جان دیتے ہیں وہ ناکام نہیں کہلا سکتے"۔

ساری تاریخ اخلاق کا سلسلہ اسی جانبازی سے بنا ہے اور بنتا رہے گا، حیوانات ایک دوسرے کی جان لینے کیلئے گھات لگاتے ہیں اور انسان اپنے نصب العین ideal کو زندہ رکھنے کیلئے جان دیتا ہے گاندھی نے یہی راستہ اختیار کیا تھا۔

گاندھی کے بعد ہندو مسلم یکجہتی کا نمائندہ نہرو کنبہ تھا اور پنڈت نہرو، مسز وجے لکشمی پنڈت اور اندرا گاندھی اسی ہندو مسلم اتحاد کے نمائندہ لوگ ہیں۔ مگر وہ گاندھی کے اخلاقی طریق کار کے قائل نہیں ہیں وہ خاندانی روایت کے زیر اثر مسلمانوں کی مغلیہ ثقافت کو اپنا طریق اتحاد بنائے ہوئے ہیں۔ وہ اس تہذیبی ورثے کو زندہ کرنے اور زندہ رکھنے کر درپے ہیں اسی کا اثر ہے کہ وہ برہمن فسطائیت کے نمائندوں دجن سنگھ اور آر۔ایس۔ایس) سے ازحد بیزار ہیں۔ اس نیشنل ازم اور تنگ نظر فسطائیت کے مقابل نہرو کنبے کا نقطہ نگاہ انٹرنیشنل ازم ہے۔

پنڈت نہرو، مسز پنڈت اور مسز گاندھی اسی انٹرنیشنل ازم کا عملی نمونہ ہیں وہ تمام انٹرنیشنل سوالات کو حل کرتے ہوئے بھی بین الاقوامی حالات کو نظر انداز نہیں کرتے نہرو کنبے کی یہ وہ بلند نگاہی ہے جو کامیاب ہونے کی صورت میں ہندوستان، روس وامریکہ پر عالمی کشمکش کے مقابل ایک ایسی قوت بن کر ابھر سکتی ہے جو موجودہ وقت کے سارے عالمی تضاد سے پوری انسانی بستی کو نجات دلانے کا راستہ صاف کردے۔

ایک حقیقت

یہ ایک حقیقت ہے کہ آج سارے مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک ہندوستان پر وہ اعتماد دکھا رہے ہیں جو اعتماد وہ ایک دوسرے پر نہیں کرتے۔

اسی اعتماد کے سہارے ہندوستان نہ مڈل ایسٹ میں بلکہ سارے افریقی ممالک میں اسطرح پاؤں جما سکتا ہے کہ کوئی اسے چیلنج نہ کرسکے، خدا جن سنگھ اور آر ایس ایس کو ہدایت دے کہ وہ اس تاریخی لہر سے

AsliAhleSunnet.com

ہندوستان کو فائدہ اٹھانے سے روک نہ دے، ہر قوم کو اللہ پاک کبھی نہ کبھی ابھر کر وحدت انسانی کے نصب العین کو بڑھانے کا موقع دیتا ہے اور ہندوستان کیلئے وہ موقع آج ہے۔

ایک انتباہ

جن سنگھ آر۔ایس۔ایس وغیرہ کو یہ چیتاونی دی جاتی ہے کہ وہ ہندو تاریخ کے اس فتوے کو نظرانداز نہ کرے "مذہب کی سب صورتوں کے ذریعہ نجات حاصل کی جاسکتی ہے"۔ سنگھ برادری کا ہر ایک ایک ممبر غور کرے کہ کیا ایک عالمگیر رب العالمین کے اعتقاد اور ایک عالمگیر انسانی بھائی چارے کے معاشرتی نظام کے سوائے مذہب کی وہ کونسی صورت ہے جو اس انسانی بستی کو پناہ دے سکتی ہے، دھرم کی صرف یہی ایک شکل ہے جسے انسانیت کا نصب العین بنانے سے موجودہ ظالمانہ عالمی کشمکش کو تحلیل کیا جاسکتا ہے اور کوئی صورت ممکن نہیں، برہمنی ہندوستان کو آج اللہ پاک نے یہ موقع دیا ہے اور ہر کٹر مذہب سے آزاد ہونے کے باوجود برہمنی ہندوستان کو یہ موقع بہم پہنچا رہا ہے۔ کیوں سنگھی برادری کے سورماؤ! کچھ سمجھے؟ اللہ پاک میری بدھی کی طرح آپ سب کی بدھی کو بھی سیدھا کر دے اور میرے دل کی طرح آپ کے دلوں کو بھی روشن کر دے۔

میری تمنا

آج یہ میری تمنا ہے کہ کم از بلرام پور کے ویندیال اپادھیائے مرکز کو آپ میرے ہمراز بنیں اس سلسلہ میں گذشتہ دو برس سے میں کوشش کر رہا ہوں ویندیال اپادھیا مرکز کے ڈائرکٹر شری ناناجی دیشمکھ نے دو مرتبہ وعدہ کیا کہ وہ مجھ سے ملیں گے مگر وہ وعدہ ابھی تک پورا نہ ہوا، پرسوں ہی انکے سکریٹری کا خط آیا ہے کہ ناناجی میرے تعمیری لائحہ عمل کو ملاحظہ کرنے کے بعد مجھے خط لکھیں گے دیکھوں ان کا جواب پہلے ملتا ہے یا قبر کے خدا گنج کا پروانہ راہداری پہلے آجاتا ہے دو برس اے ابر کرم دیر نہیں ہے ابھی۔"

اللہ پاک سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ نہرو کنبے کے بین الاقوامی رجحان کو سیکولرازم کے چلتے ہوئے بالو کے بجائے ایک رب العالمین کے پائیدار اعتقاد اور ایک عالمگیر انسانی بھائی چارے کے معاشرتی نظام سے مربوط کر دے تاکہ وہ ساٹھ کروڑ کی بستی کو ذات، پات، چھوت، چھات اور مار گھاٹ کے غیر انسانی بندھن سے آزادی دلا کر اسے ایک اخلاقی و مذہبی سماج بنا دے، آج نہ صرف ہندوستانی کو بلکہ پوری انسانی بستی کو اس جیون بوٹی کی از حد ضرورت ہے ورنہ انسانی بستی کے ابن الوقت طالع آزماؤں نے اسے دنیا سے ناپید کرنے کا پورا سامان کر رکھا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

جن سنگھ اور آر ایس ایس کو دوسری چیتاونی

عقل سلیم رکھنے والے ہر شخص کو دوبارہ انتباہ یہ دیا جاتا ہے

کہ خدا نہ کردہ اگر وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو جنوبی ہند کو تو بلاشبہ ہندوستان سے کٹ جانا ہے اگر وہ اب تک نہیں کٹا تو یہ نہرو کنبے کے تدبیر کا نتیجہ ہے۔ شمالی ہند میں پنجاب اور ریاست جموں کشمیر اس سے کٹ جاتا ہے اور مشرق کی طرف سے آسام وغیرہ کٹ جاتا ہے باقی ہندوستان میں نیچے کی طرف سے اچھوت وغیرہ ابھرنے کی کوشش کرے گا، اور حقوق انسانی موجودہ عالمی ہنگامہ ساری دنیا میں اسکی تائید کرے گا لہذا بہت جلد ہمارے سنگھی سورماؤں کے پاؤں تلے سے زمین سرک جائے گی یہ تو نیچے کے لاوے کا عمل ہوگا،

اوپر کی طرف سے تین ہزار برس کی حاکمانہ روایات کا حامل راجپوت برہمنوں کے کشتا کہنے کے حق کو تسلیم کرتا ہوا برہمنوں کی راج گدی کو ہرگز نہ تسلیم کرے گا، وہ خالص مذہبی روایات کی بنیاد پر اپنے حاکمانہ حقوق کا مطالبہ کرے گا اور برہمن کو اس کے مطالبے کے سامنے جھکنا پڑے گا یہ سب وہ حقائق ہیں جو ہر انجام میں انسان کو سامنے نظر آرہے ہیں اگر وہ جن سنگھ اور آر۔ ایس۔ ایس کو نظر نہیں آرہے ہیں تو یہ صرف شتر مرغ کا فلسفہ ہے جیسے آٹھ دس شکاریوں نے گھیرے میں لے لیا ہو اور وہ صرف اپنے آپ کو دھوکہ دینے کیلئے بالو کے ڈھیر میں اپنا سر چھپا لے، اور یقین کرے کہ اب وہ محفوظ ہے

تیسری چیتاونی

جن سنگھ اور آر۔ ایس۔ ایس کے کارکنوں کو تیسرا انتباہ یہ کیا جاتا ہے کہ کشمیر و لہاسہ سے مالابار تک اور گوہاٹی سے سوراشٹر تک کے وسیع خطے میں صرف ایک فرقہ ہے۔ جو سارے سماج کی یکسانی و پائیداری کی بنیاد بن سکتا ہے اور وہ مسلمان ہے اس کو ختم کر دو تو پھر ہندوستان کی یہ حالت بن جاتی ہے کہ ہر ایک چھوٹی بڑی بستی کی اپنی اپنی (ڈبول) اپنا اپنا دیوتا یا دیوی اور اپنا اپنا کل دھرم اور اس کی رنگ برنگ کی رسوم، اگر میری بات میں شک محسوس ہو تو اپنے ۳۳ کروڑ دیوی دیوتاؤں کے دھرم اور ۳۳ کروڑ اونچی نیچی ذاتوں کے معاشرتی نظام پر ایک نظر کر لو لہذا مسلمانوں کے معاشرتی نظام کو درہم برہم کرنے کے تخریب کارانہ منصوبے کو یکسر ترک کر دو۔ البتہ مسلمان لیڈروں کا یہ دعویٰ اور یہ کوشش اسلام دشمنی کے ساتھ ہی وطن دشمنی بھی ہے کہ انھیں اللہ پاک نے خاص قسم کے حقوق دے کر بھیجا ہے لہذا جب تک برہمن سماج ان سب حقوق کو سب سے پہلے تسلیم نہیں کرتا تب تک ان کے ساتھ مل بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ بات کھلی اسلام دشمنی ہے اس کیلئے ذیل کے واقعات کو سامنے رکھا جائے۔

AsliAhleSunnet.com

اسلام کا سب سے پہلا مہاجر قافلہ وہ تھا جو اپنے جان و مال اور دین کو بچانے کیلئے حبشہ ہجرت کر گیا تھا اور مکے کے دشمنانِ اسلام ان کا تعاقب کرتے ہوئے حبشہ بھی جا پہنچے اور حبشہ کے عیسائی بادشاہ نجاشی کے سامنے انھوں نے یہ شکایت کردی کہ یہ مکہ سے بھاگ کر حبشہ میں پناہ لینے والے لوگ حضرت مسیحؑ کے متعلق توہین آمیز خیالات رکھتے ہیں اس پر نجاشی نے ان مسلم مہاجروں کو دربار میں بلوایا اور ان سے حضرت مسیحؑ کے متعلق سوالات کئے اور مہاجروں کے لیڈر نے قرآن مجید کا وہ حصہ پڑھکر سنایا جو حضرت مسیحؑ کے متعلق تھا۔

بادشاہ ایک معتدل اور کھلے دل کا آدمی تھا اسلام میں حضرت مسیح کو خدا کی ایک تہائی ماننے یا خدا کا بیٹا قرار دینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے البتہ انھیں خدا کا ایک برگزیدہ رسول ماننا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ نجاشی نے قرآن کا یہ بیان سن کر اعلان کیا کہ حضرت مسیح اس سے زائد کچھ نہ تھے۔ نجاشی کا یہ اقرار اسلام کی صداقت کا کھلا اقرار تھا اس نے مہاجروں کے لیڈر سے پوچھا کہ انھیں یہاں کن کن حقوق کی ضرورت ہے اور لیڈر نے جواب دیا کہ انھیں نماز پڑھنے کی اور مزدوری کرنے کی اجازت ہونی چاہئے اور نجاشی نے یہ دونوں باتیں منظور کرلیں یہی وہ حقوق ہیں جو ایک مسلمان کسی ملک میں چاہتا ہے اور جن بزرگان خدا نے اس پر قناعت کی ان کے ذریعہ اللہ پاک نے دین کی خدمت لی ہے۔

چند مثالیں

انڈونیشیا، ملیشیا، مشرقی بنگال اور مالا بار وہ علاقے ہیں جہاں اسلام مسلمان تاجران وغیرہ کے ذریعہ پھیلا ہے اور ان مقامات پر ان تاجروں نے کوئی بھی حقوق طلب نہیں کئے نہ اسلام میں ایسی حقوق طلبیوں کی گنجائش ہے اور آج اسلام کے عالمگیر ہونے میں یہی حقوق طلبیاں ایک رکاوٹ بن چکی ہیں اللہ پاک انھیں دور کردے۔

راقم کی پنتیالیس سالہ دوڑ دھوپ

راقم کی عمر کے گذشتہ چالیس پنتالیس برس کشمیر سے مالا بار تک اور آسام سے کرہ بلوچستان تک گھومنے میں گذرے ہیں اور صرف ایک مقصد سامنے رہا ہے اور وہ مقصد صرف یہ تھا کہ اگر برہمن سماج کے لائحہ اور ذاتوں کے سماجی نظام کو اور لاتعداد دیوی دیوتاؤں کے اعتقاد کو ایک رب العالمین کے اعتقاد سے اور ایک انسانی بھائی چارے سے بدل دیا جائے تو نہ صرف برصغیر ہند پر بلکہ پورے عالم انسانی پر ایک بہار آسکتی ہے جس کی آج نہ صرف ہندوستان کو بلکہ پورے عالم انسانی کو ضرورت ہے۔

AsliAhleSunnet.com

زندگی کے تلخ لمحات

اس طویل عرصے میں مری زندگی کے تلخ ترین لمحات وہ ہیں جب میرے سارے استدلال کے مقابل مجھے چوٹی کے مسلمان لیڈروں نے یہ جواب دیا کہ انھیں سارے برصغیر کے توحید خدا اور اخوت انسانی کے ماننے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، انکی دلچسپی تو صرف اس بات سے ہے کہ اسلام کے نام پر مسلمانوں کو جو حقوق حاصل ہیں وہ قائم رہیں اور ممکن ہو تو ان میں اضافہ ہو۔ یہ وہ ذہنیت ہے جو سر سید احمد خاں مرحوم کی تعلیم نے مسلمانوں میں پیدا کی اور مسلم لیگ تحریک نے اسے مذہب بنا دیا، اور غضب یہ ہے کہ آج نہ صرف عام مسلمان بلکہ جمعیۃ العلماء بھی انھیں حقوق کے لئے لڑ رہی ہے۔ اللہ پاک انھیں سیدھی راہ پر لائے، اس راہ پر جس کیلئے وہ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں تیس دفعہ سے زیادہ دعا کرتے ہیں۔

اللہ پاک انھیں اسبات کا یقین عنایت فرمائے کہ توحید رب العالمین کے اعتقاد اور عالمگیر اخوت انسانی کے سماجی نظام کے علاوہ کوئی بھی نظام زندگی عالم انسانی کیلئے اس دھرتی کو دارالامن نہیں بنا سکتا اور انسان اس راہ صداقت کو چھوڑ کر اپنے لئے جو منصوبے گھڑتا رہتا ہے وہ بالکل گھاٹے کا سودا ہے۔

لہذا اسی حیثیت سے مسلمانوں کے خانہ ساز حقوق کو طاقت پہنچانا مقصد دین کے خلاف ہے ہاں مسلمانوں کو اس درجہ بیدار کرنا کہ وہ اپنے دین کو محفوظ کرتے ہوئے سارے ہندوستان بلکہ ساری دنیا کیلئے اسلام میں داخل ہونے کے سارے بند دروازوں کو یکسر کھول دیں عین دین دانسانیت ہے، بلاشبہ افراد کی طرح ملتوں پر بھی ایسے لمحات آجاتے ہیں کہ وہ اپنی مادی بقا کی طرف ہمہ تن مصروف ہوجائیں مگر یہ تو محض ایمرجنسی کا وقت ہوتا ہے اور افراد و ملتوں کی بدبختی یہ ہے کہ وہ اس ایمرجنسی کی حالت کو ابدی قانون بنادے سر سید نے جس وقت مسلمانوں کو تعلیم جدید کی طرف اور اس کے ساتھ ہی حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی تحریک چلائی تھی اس وقت اس کا کچھ معنی تھا مگر اسے بعد میں ہندوستان کی ملت اسلامی کا دین بنا دیا گیا وہ یکسر اسلام دشمنی ہے اور افسوس یہ ہے کہ خود علمائے ہند بھی اسی کو آج اپنا منصوبہ بنا چکے ہیں "اے اللہ سیدھی راہ کی طرف ہماری رہنمائی کر جو ساری تاریخ انسانی کے سارے ہدایت یافتہ لوگوں کی راہ تھی ہمیں مغضوب ضالین کی پگڈنڈیوں میں بھٹک جانے سے بچا"

الفرآن

نہرو کنبے کی تازہ دین

نہرو کنبے نے جن سنگھ اور آر۔ ایس۔ ایس کی تنگ نظری کے بجائے بظاہر فراخ حوصلگی کا راستہ اختیار کیا ہے اور مغل بادشاہ

AsliAhleSunnet.com

جلال الدین اکبر کو اپنا تعمیری ماڈل بنانے کا آغاز کیا ہے ایک مدبر سیاست داں اسکے سوائے کچھ کر بھی نہیں سکتا ۔ وہ کسی صورت ملت سازی نہیں کر سکتا البتہ مختلف سمجھوتوں کے ذریعہ وہ عوام میں ایک وقتی قسم کا امن قائم رکھ سکتا ہے رہا قوموں اور ملتوں کے اندرونی تضاد و اختلاف کو ختم کر کے ان میں اندرونی ایک جہتی و ہم آہنگی پیدا کرنا تو یہ کام خالص مذہبی مصلحین کا ہے سیاست دانوں کا نہیں ہے شک ہو تو خود اکبر کے دور کے نتائج پر غور کر لیجئے ۔

دورِ اکبری کو زندہ کرنے کے علاوہ دوسرا کام یہ شروع کیا گیا ہے کہ تمام مذاہب والوں کو یہ ترغیب دی جا رہی ہے کہ وہ اپنے ملی تیوہاروں کو مل کر منایا کریں جس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ ہندو تو کم از کم جمعہ اور عیدین میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز ادا کریں اسلئے کہ مسلم تیوہار تو یہی ہیں ۔ ریاستوں ، کھانا یا قربانی کا گوشت کھانا تو یہ کوئی تیوہار نہیں ہیں ۔ اور مسلمان کالی پوجا درگا پوجا ، رام نومی وجنم اشٹمی وہولی و دیوالی میں برابر کے شریک ہوں ۔

بہر کیف کی ساری نیک نیتی کو تسلیم کرتے ہوئے بھی اس حق کا اعلان کرنا راقم اپنا انسانی فرض سمجھتا ہے کہ یہ طریقہ دین و مذہب نہیں بلکہ دین و مذہب کو عوام پسند تفریحات اور کھیل کود بنا دینے کا دوسرا نام ہے قرآن مجید نے اہل عرب کی ایسی رسوم کے متعلق اعلان کر دیا تھا کہ "انھوں نے اپنے دین و مذہب کو کھیل کود بنا دیا تھا" "ان کی عبادت تالیاں اور سیٹیاں بجانا تھا" ۔ ان رسوم کو زندہ کرنے سے محمد رسول اللہ صلعم سے پہلے کے معاشرتی انتشار کو زندہ کرتے ہوئے پھر اسی انارکی کو واپس لایا جا سکتا ہے اور وحدتِ انسانی کے عالمگیر نظام محمدی کو ختم کیا جا سکتا ہے اور یہ بات عالم انسانی کے ساتھ غداری ہے اسلئے کہ وحدتِ انسانی کے ابھرے ہوئے ماڈل کو ختم کرنا انسانیت سے غداری کے سوائے کچھ نہیں ہے ۔

مذہبی تیوہاروں کی حقیقت

مذہبی تیوہاروں کی ساری حقیقت اجتماعی محاسبۂ نفس ہے اور افراد معاشرہ کا اخلاقی و روحانی ربط و ضبط ہے اور جب یہ روح ان تیوہاروں میں سے گم ہو جائے تو وہ لغویات کا مجموعہ رہ جاتے ہیں ۔ رام و سیتا کی طرح تپ تپسیا کرنا ایک بات ہے اور وہ مذہب کی جان ہے اور اس حقیقت کو نظر انداز کر کے محض ان کی نقالی کرنا بالکل دوسری بات ہے اور وہ شہدوں کا کام ہے وہ تپ تپسیا کو عیاشی و لا اخلاقیت سے بدلنا ہے اور مذہب کی جڑ کاٹنا ہے ایسے مواقع پر جو نظر بازیاں ، جو شراب خوریاں ، اور جو جوئے بازیاں ہوتی ہیں ان پر نظر رکھ لی جائے جس اندرونی تفرقے کا ہندوستان بلکہ سارا عالم انسانی شکار ہے ۔ اس کا علاج نہ تو دورِ اکبری کو زندہ کرنے سے ہو سکتا ہے

AsliAhleSunnet.com

نہ قربانی کا گوشت ایک ساتھ بیٹھ کر کھانے سے ہوسکتا ہے نہ ہولی دیوالی مل کر منانے سے ہوسکتا ہے خوب کان کھول کر سن لیجئے۔

حقیقی علاج

اس کا علاج صرف یہ ہے کہ توحید خدا اخوت انسانی کے اسلامی پیغام کو بالکل محمدی انداز پر پورے اخلاص سے قبول کر لیا جائے اور پورے سماج کی کروڑوں اونچی نیچی ذاتوں اور کروڑوں چھوٹے بڑے دیوی، دیوتاؤں کی ساری بنیاد کو بدل دیا جائے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا اعلان ہے کہ "الاسلام یھدم ما قبلہ" اسلام اپنے سے پہلے کی ساری بنیادوں کو تہس نہس کر دیتا ہے

واضح مثال

اسلامی دعوت کے وقت سارا جزیرۃ العرب ایک ایسی کنبہ واریت کا شکار تھا کہ ہر کنبہ اپنے کنبے کو سب سے معزز کنبہ مانتا تھا اور اپنے اپنے ہیروز کو سب سے بڑے ہیروز قرار دیتا تھا اسلام نے اس ساری تاریخ کو جاہلوں کی تاریخ قرار دیا۔ ان کے سارے خود ساختہ مذہبی تصورات کو کفر قرار دیا جس کے نتیجے میں سارے عرب قبائل نے محمدی دعوت کو مٹا دینے پر کمریں کس لیں، جو ظلم ممکن تھا کیا اور آخر سارے عرب قبائل نے مل کر مدینہ پر وہ حملہ کیا جو تاریخ اسلام میں جنگ احزاب .... کے نام سے مشہور رہے اور اللہ پاک نے انھیں وہ شکست فاش دی جس کے بعد وہ اپنا شیرازہ جمع نہ کر سکے۔ اسکے بعد ایک ایک کنبہ کا رضا کارانہ طور پر مسلمان ہوتا چلا گیا اور سارا جزیرۃ العرب "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" دلپوجا کے لائق ایک اللہ کے سوائے کوئی نہیں ہے اور محمد اللہ کے پجاری ہیں اور اس کے رسول ہیں) کے نعرے سے گونج اٹھا اور تمام عرب نے اس حق کو تسلیم کر لیا کہ ان کے آباواجداد جہلا تھے اس پر پیغمبر خدا نے یہ تنبیہ بھی کر دی کہ "وہ شخص امت مسلمہ میں سے نہیں ہے جو کنبے کے نام کی دہائی دے، وہ شخص امت مسلمہ میں سے نہیں ہے جو کنبے کے نام پر جنگ لڑے، وہ شخص امت اسلامیہ میں سے نہیں ہے جو کنبہ واریت کے اعتقاد پر مرے" اسکے ساتھ یہ اعلان بھی کر دیا کہ کسی عرب کو کسی غیر عرب پر کوئی فضیلت نہیں ہے"

یہ ہے وہ غیر مراعات پسند Uncompromizing مذہب، جو ایک طرف تو ساری انسانیت کو ایک بھائی چارے کا نظام بنانے کیلئے میدان میں آیا ہے تو دوسری طرف وہ اتنا متعین اور عوام وخواص کو یکساں سمجھ میں آنے والا ہے کہ اسے کسی دوسرے فلسفے کا سہارا لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور جو ساری انسانیت کو فرائض حیات وحقوق حیات کا وہ یکساں چارٹر دے سکتا ہے جو ساری دنیا کے دارالفساد کو دارالامن بنا دے۔

AsliAhleSunnet.com

ہندوستان کے برہمن کی سعادت

ہندوستان کے برہمن لیڈروں کی یہ سعادت ہوگی کہ ایک طرف تو اپنے اندرونی تفرقے پر اور دوسری طرف موجودہ عالمگیر فساد کی حالت پر نظر رکھتے ہوئے ڈھول بجا کر اعلان کر دیں کہ اب ان کی سماجی تعمیر کی بنیاد توحیدِ خدا اور اخوتِ انسانی کا اسلامی نظام ہوگا اور اسی نقطۂ نظر کے پیش نظر وہ ایک طرف تو سارے ممالک اسلامیہ سے اپنے رابطہ کو استوار کرے تو دوسری طرف وہ ان تمام دھاندلیوں کا انکار کر دے کہ جو دورِ خلافت نبوی کے بعد ملوکیت نے خود اسلام کے نام پر کی ہیں۔ اور اسلام کے مفہوم کو قرآن مجید اور قول و فعل محمد رسول اللہ ﷺ سے متعین کرے۔ یہ اتنا متعین دین ہے کہ اگر ان دھاندلیوں کو پوری طرح اس سے علیحدہ کر دیا جائے تو وہ آج بھی ساری انسانیت کے خاص و عام کو اسی طرح سمجھ آسکتا ہے جس طرح آج سے چودہ سو برس پہلے وہ ساری انسانیت کو سمجھ آیا تھا۔

تمام مذاہب کے مقابل **اسلام** یہ خصوصیت لیکر میدان میں اترا تھا کہ وہ ایک ظاہر و باہر دین ہے جو تمام انسانوں کو سمجھ میں آسکتا ہے ساتھ ہی تمام انسانوں کیلئے قابل عمل بھی ہے اور ان دونوں خصوصیتوں کو ان دھاندلیوں نے مستور کر دیا ہے اور ملوکیت کے علاوہ خود موجودہ عالمی مذاق کے مطابق اسکی رنگ رنگ کی تشریحات آج بھی کی جا رہی ہیں۔ بعض گروہ اشتراکی تحریک کی دیکھا دیکھی اسلام کو ایک معاشی نظام قرار دے رہے ہیں اور بعض اسلام کو کلی ریاست کا Totalitarian State کا چربہ بنا رہے ہیں مگر دین اسلام ایک ایسی تاریخی حقیقت کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آیا ہے کہ جسے کوئی خیانت کار چھپا نہیں سکتا علاوہ ازیں خود محمد رسول اللہ کا اعلان ہے کہ "انکی امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کا ظاہر کرنے والا موجود رہے گا" اور میرا یقین ہے کہ گذشتہ دو سو برس سے وہابی تحریک کے نام سے اسلامی روایت کو زندہ کرنے کی جو کوشش جاری ہے اور جس نے ملوکیت کے دور کی ایک ایک دھاندلی کا انکار کر دیا ہے اور جس کے نتیجے میں قرآن و حدیث کا ایک ایک حکم ساری امت کے سامنے لایا جا چکا ہے۔ اس تحریک سے بڑے سے بڑا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

گاندھی اور محمد علی کی تحریکِ خلافت

محمد علی اور گاندھی نے خلافت اسلامی کے عالمی ادارے کو جس طرح بچانے کی کوشش کی تھی اگر وہ کوشش کامیاب ہو جاتی تو ہندو سماج کا نقطۂ نگاہ شاید آج تک عالمی ہو چکا ہوتا مگر حالات بتلاتے ہیں کہ یہ کوشش اصل وقت سے بہت پہلے شروع ہوئی تھی برہمن سماج میں اس ادارے کو سمجھانے کیلئے خود اعتمادی پیدا نہ ہوئی تھی۔ مگر آج یہ عزم برہمن سماج میں پیدا ہو چکا ہے صرف تنگ نظری روک بن رہی ہے۔ اللہ پاک نہرو

کنبے کے روادار وں اور آر ایس ایس وجن سنگھ کے تنگ نظروں کو توفیق دے کہ وہ یکدل ہو کر ہزاروں برس کے اپنے قرض اور موجودہ عالمی ضرورت پورا کرنے کی طرف قدم اٹھائے ۔

ادھر ترٹ کا ہوا جاتا ہے اور ہے قافلہ بے حس
میری آواز میں تاثیر بخشے خود خدا میرا

اسلام کا فکری پس منظر اور عملی خلاصہ

اسلام کے فکری پس منظر کے حسب ذیل تین اجزاء ہیں۔

(الف) پہلا اجزء توحید الٰہ کا یقین ہے "لا الہ الا اللہ" (حاجت روا اور پوجا کے لائق صرف اللہ)" (ب) انسان کائنات کی اشرف ترین مخلوق ہے ۔ اسی شرافت کے سبب وہ کائنات کی تمام اشیاء کو اپنے فائدے اور اپنی سہولت کیلئے استعمال کرسکتا ہے "ہم نے بنی آدم کو شرافت بخشی، انھیں خشک و تریں اٹھائے پھرے اور اپنی مخلوقات کے اکثر حصے پر انھیں فضیلت دی" (القرآن)

(ج) پوری کائنات میں انسان ایک ہی امت ہے ۔ "یہ کائنات انسانی ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا پالنہار ہوں لہٰذا میری عبادت کرو" (القرآن)

نتیجہ ۔ اس فکر کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان کا اپنے خالق سے تعلق ۔ انسان کا کائنات سے تعلق اور افراد انسانی کا آپس کا تعلق حسابی انداز سے متعین ہو جاتا ہے ۔ ساتھ ہی سارے نوعِ انسانی کیلئے اسی طرح اسکی فلاح کی راہ متعین ہو جاتی ہے جس طرح وہ کائنات کے تمام انواع و اقسام کیلئے متعین ہے ۔ "یہ میرا معین کیا ہوا راستہ ایک ہی سیدھا راستہ ہے لہٰذا اسی کی اتباع کرو" (خود ساختہ پگڈنڈیوں کی اتباع نہ کرو۔ وہ تمھیں سیدھی راہ سے ہٹا کر منتشر کردیں گی ۔ یہ بات ہے جس کی اللہ پاک تمھیں وصیت کرتا ہے تاکہ تم بچ نکلو" (القرآن)

یہ ہے اسلام کا فکری پس منظر جو عالمگیر ہونے کے ساتھ ہی نہایت درجہ عام فہم بھی ہے اور قابل عمل بھی ہے ۔

عملی خلاصہ

ایک دن رسول خداؐ اپنے صحابہ کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص جو نہایت درجہ سفید لباس پہنے ہوئے تھا ایک مجلس میں آگیا اور رسول اللہ کے سامنے آپ کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا بلکہ آپ کی رانوں پر اپنے ہاتھ بھی رکھدئے اور یہ سوال کر دیا "اللہ کے رسول ! اسلام کیا ہے ؟" آپ نے جواب دیا کہ "تو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ، تو نماز پڑھے تو زکوٰۃ دے ، تو روزہ رکھے اور اگر اسباب مہیا ہوں تو حج کرے" سوال کرنے والے نے کہا کہ "آپ نے سچ کہا"

پھر ایک دو مزید سوال کئے ۔ جواب پائے اور پھر اٹھ کر وہ شخص چلا گیا ۔ دروازے سے باہر نکل جانے کے بعد جب صحابہ نے اسے

AsliAhleSunnet.com

دیکھنا چاہا تو انھیں وہ نظر نہ آیا۔ اور رسول خدا نے صحابہ سے کہا کہ یہ جبریل فرشتہ تھا جو تھیں دین سکھانے آیا تھا یہی ہیں اسلام کے وہ پانچ اصول جن پر اسلام کی کل بنیاد کھڑی ہے۔

میں نے پوری کوشش کی ہے کہ مندرجہ صدر سب حقائق دین کو صرف قرآن مجید اور حدیث نبوی کے اپنے لفظوں میں بیان کر دوں، تاکہ کسی شبہے کی گنجائش نہ رہے اور ساری انسانیت کے اس واضح دین پر فلسفوں کے جو پردے ڈال دیئے گئے ہیں وہ اصل حق کو سمجھنے سے روک نہ بن سکیں۔ اور اگر دین اسلام کو پھر سے ساری دنیا کا دین بننا ہے تو ان فلسفوں کو اکھاڑ پھینکنے کے سوائے کوئی چارہ نہیں ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ اس مخلصانہ کوشش کو کامیاب فرمائے، میری بیتالیس سالہ کوشش کو قبول فرمائے۔ اور ہندوستان کو اس تجدید انسانی کا مرکز بنادے۔

ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ یکے بعد دیگرے جواب دیتے جا رہے ہیں، عمر چھہتر برس کی ہو رہی ہے اور قبر کے شانتی بھون میں لمبا مراقبہ کرنے کیلئے بے تاب ہو رہی ہے۔ (بقلم: صوفی نذیر احمد کشمیریؒ)

ــــــــــــ

اعلان

اس دائرے میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کا سالانہ زر تعاون اس ماہ پر ختم ہو رہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ نے ماہنامہ محدث کو اتنک مفید پایا ہوگا۔ اگر آپ ہمیں اسی طرح خدمت کا موقع دینا چاہتے ہیں تو زر تعاون مبلغ ۳۰ روپئے روانہ فرما کر خریداری کی تجدید کرالیں۔

نیز وہ خریدار حضرات جن کو ماہنامہ محدث موصول نہیں ہو رہا ہے وہ اپنا صحیح اور صاف پتہ تحریر کر کے دفتر محدث کو روانہ کر دیں تاکہ ماہنامہ ان کو پہونچتا رہے۔

(دفتر محدث بنارس)

AsliAhleSunnet.com

عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ (حدیث)

بتحقیق: غازی عزیر —— سعودی عرب

شیعہ مبلغین اپنی مجالس وعظ میں بڑی شدومد کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ آپؐ کا یہ بات فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرامؓ سے افضل و برتر ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے متعلق ایسا فرما کر انہیںؓ اپنے نفس سے قرار دیا ہے جب کہ یہ سعادت اور مقام و مرتبہ کسی دوسرے صحابی کا مقدر نہ بن سکا ہے۔

شیعہ علماء کے ان تمام دعاوی کا جائزہ ان شاء اللہ آگے پیش کیا جائے گا۔ فی الحال ذیل میں اس حدیث کے جملہ طرق، محدثین کے نزدیک ان کے مقام و مراتب اور مطالب و شروح بیان کی جاتی ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ کثرت کے ساتھ بیان کی جانے والی حدیث اس طرح ہے: "علی منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا او علی[1]"

یہ روایت اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادہؓ کے طریق سے مروی ہے۔ امام احمدؒ[2] اور ابن عساکرؒ[3] نے اس کی تخریج کی ہے۔ ان کے علاوہ امام ترمذی[4]، امام نسائی[5]، امام طبرانی[6]، امام ابن ماجہ[7]، زید بن علی[8] اور

---

1. کذا فی تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی للشیخ عبدالرحمٰن المبارکفوریؒ ج ۴ ص ۳۲۵ طبع دہلی ونشر السنۃ ملتان۔
2. مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۴۸۳، ج ۴ ص ۱۶۴، ۱۶۵، ج ۵ ص ۲۰۴، ۳۰۰
3. تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۱۲ ص ۵ ق ۱۔
4. جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۸
5. خصائص علی للنسائی ص ۱۴، ۲۰
6. طبرانی الکبیر حدیث نمبر ۳۵۱۱۔
7. سنن ابن ماجہ المقدمہ باب ۱۴ حدیث نمبر ۱۱۹
8. مسند زید بن علی حدیث نمبر ۹۷۲، ۹۷۴

AsliAhleSunnet.com

ابن سعد[۱] وغیرہ رحمہم اللہ نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) نے اسے جن دو طرق سے روایت کیا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) حدثنا اسمعیل بن موسیٰ نا شریک عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[۲]

(۲) حدثنا قتیبۃ بن سعید نا جعفر بن سلیمان الضبعی عن یزید الرشک عن مطرف بن عبد اللہ عن عمران بن حصین قال الخ[۳]

اول الذکر حدیث کے الفاظ بعینہ وہی ہیں جو اوپر مذکور ہیں لیکن آخر الذکر حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں "ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن بعدی"[۴]۔ ان میں سے پہلی حدیث پر امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ نے حکم لگایا ہے کہ "یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے"[۵]۔ اور دوسری پر کہ "یہ حدیث غریب ہے اور ہمیں جعفر بن سلیمان کی اس حدیث کے علاوہ کسی اور حدیث کا علم نہیں کہ جس میں یہ بات مذکور ہو"[۵]۔

امام ترمذیؒ کے پہلے طریق میں عمرو بن عبد اللہ ابو اسحٰق السبیعی ہے جو ثقہ عابد تو تھا لیکن علامہ حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) اور علامہ عبد الرحمٰن ابو العلی مبارکپوریؒ (م ۱۳۵۲ھ) وغیرہ فرماتے ہیں کہ: "آخر عمر میں اختلاط کیا کرتا تھا"[۶]، اگرچہ ابو حاتمؒ اور عجلیؒ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے لیکن بقول علامہ فسویؒ، بعض اہل علم نے اختلاط کی وجہ سے اسے ترک کیا ہے[۷]۔ علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ابو اسحاق السبیعی اختلاط کیا کرتا تھا۔ پھر وہ مدلس بھی تھا"[۸]۔ اسی طرح علامہ شیخ عبد الرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ "وہ مدلس ہے جس کی صراحت حافظ ابن حجرؒ نے طبقات المدلسین میں فرمائی ہے"[۹]۔

۱؎ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ق ۱۔ ۲؎ جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ ج ۴ ص ۳۲۵۔ ۳؎ ایضاً ج ۴ ص ۳۲۶، ۳۲۵۔ ۴؎ ایضاً ج ۴ ص ۳۲۵۔ ۵؎ ایضاً ج ۴ ص ۳۲۶۔ ۶؎ تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۷۳ طبع دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۵ء، میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی ج ۳ ص ۲۷۰ طبع دار المعرفۃ بیروت، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۹، ۸۰۔ ۷؎ تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۸ ص ۶۳، الکواکب النیرات ص ۳۴۷، شرح علل الترمذی لابن رجب ص ۳۷۵، معرفۃ الثقات للعجلی ج ۲ ص ۱۷۹، ۱۸۰۔ ۷؎ میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۲۷۰۔

۸؎ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ وشئی من فقہہا وفوائدہا للشیخ الالبانی ج ۴ ص ۳۵، ۳۲ طبع مکتبۃ السلفیہ عمان ۱۴۰۴ھ۔

۹؎ تحفۃ الاحوذی للمبارکپوریؒ ج ۱ ص ۲۹۔

AsliAhleSunnet.com

اس طریق میں عمرو بن عبداللہ ابو اسحٰق السبیعی کا تابع شریک بن عبداللہ القاضی ہے اور اس پر بھی کلام کیا گیا ہے علامہ ذہبیؒ بیان کرتے ہیں کہ: "یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں: بہت زیادہ ضعیف ہے" یحییٰ القطانؒ یہ بھی فرماتے ہیں: میں نے اسے تخلیط کرتے ہوئے پایا ہے۔ یحییٰ بن سعیدؒ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ آخر عمر میں اختلاط کیا کرتا تھا۔ عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ شریک کی حدیث کچھ نہیں ہوتی۔ جوزجانیؒ کا قول ہے کہ وہ سیئ الحفظ اور مضطرب الحدیث تھا۔ ابن معینؒ نے اسے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے۔ امام ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مسعود الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کا قول ہے کہ شریک قوی نہیں ہے۔ حاتمؒ کا قول ہے: شریک صدوق تو ہے لیکن اس سے اغالیط مروی ہیں۔ امام ابو عبدالرحمٰن[1] احمد بن شعیب بن علی النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) کا قول ہے: "اس میں کوئی حرج نہیں"[2]۔ علامہ ابو الحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلیؒ الکوفی نزیل طرابلس (م ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ ثقہ اور حسن الحدیث ہے[2]۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "صدوق ہے، اکثر خطا کرتا ہے اور اس کے حافظہ میں تغیر آگیا تھا"[3]۔ حافظ ابن حجرؒ کا ایک اور قول ہے کہ: "اس کی اسناد میں لچک ہوتی ہے"[4]۔ یعقوب بن سفیانؒ فرماتے ہیں: "ثقہ لیکن حافظہ کا خراب تھا"[5]۔ علامہ نور الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر ابن سلیمان الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) فرماتے ہیں: "ثقہ ہے لیکن اس پر کلام کیا گیا ہے"[6]۔ امام نسائیؒ وغیرہ نے اسے ثقہ بتایا ہے لیکن اس میں ضعف پایا جاتا ہے[7]۔ ایک مقام پر علامہ ہیثمیؒ نے اسے "حسن الحدیث" بھی[8] قرار دیا ہے۔ علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں کہ: "شریک میں ضعف موجود ہے"[9]۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں: "وہ حافظہ کے باعث ضعیف ہے"[10]۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: "اس کے حافظہ کی خرابی کے باعث اس کی تضعیف کی گئی ہے"[11]۔

ایک اور مقام پر علامہ موصوف فرماتے ہیں: "شریک سیئ الحفظ ہے اگر اس کا حافظہ درست بھی مانا جائے تو بھی

۱؎ میزان الاعتدال للذہبی جلد ۲ ص ۲۷۰-۲۷۴ ——— ۲؎ معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۴۵۶ رقم ۷۲۶ ۳؎ تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۳۵۱ ۴؎ التلخیص الحبیر لابن حجر بحوالہ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۱۱۵، ۱۱۴ ۵؎ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۲ ۶؎ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی ج ۳ ص ۲۱۱ وج ۹ ص ۵۵ ۷؎ ایضاً ج ۵ ص ۳۲۱ وج ۱ ص ۲۴۱ و ۳۴۴ ۸؎ ایضاً ج ۹ ص ۱۲۳ طبع دار الکتاب العربی ۹؎ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ واثرہا السیئ فی الامۃ للشیخ الالبانی ج ۱ ص ۲۱۲، ۲۹۰ طبع المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ ۱۰؎ ایضاً ج ۲ ص ۹۶، ۲۳ ۱۱؎ ایضاً ج ۲ ص ۱۱۲، ۳۲۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲۔

AsliAhleSunnet.com

اس کے اختلاط کی علت (اس کی تضعیف کے لئے) کافی ہے[1]"۔ شریک بن عبداللہ القاضی کے تفصیلی ترجمہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ فہارس مجمع الزوائد و منبع الفوائد للشیخ ابو ہاجر محمد السعید بن بسیونی الزغلول[2] تہذیب التہذیب لابن حجرؒ[3] اور تاریخ بغداد للخطیب بغدادی[4] وغیرہ۔

اسی طریق اسناد میں شریک بن عبداللہ القاضی کا تابع اسماعیل بن موسیٰ الفزاری الکوفی ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ "صدوق ہے لیکن خطاء کیا کرتا تھا۔ اس پر رافضی ہونے کا اتہام بھی ہے[5]"۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ "اس میں غلو فی التشیع کے باعث نکارت پائی جاتی ہے[6]"۔ ابو حاتمؒ نے اسے "صدوق شیعی[7]" قرار دیا ہے اور امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ "اس میں کوئی حرج نہیں ہے"، لیکن ابن ابی شیبہؒ بیان کرتے ہیں کہ "وہ فاسق اسلاف کو گالیاں دیا کرتا تھا"۔

اب امام ترمذیؒ کی روایت کردہ دوسری حدیث کی اسناد کی طرف توجہ فرمائیں تو آپ کو اس میں ایک راوی جعفر بن سلیمان الضبعی نظر آئے گا جس کے متعلق امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "صدوق زاہد تھا، لیکن اس میں تشیع موجود تھا[8]"۔ اسی طرح عجلیؒ فرماتے ہیں: "ثقہ تھا لیکن اس میں تشیع پایا جاتا ہے[9]"۔ علامہ عبدالرحمن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ "وہ شیعہ بلکہ غالی شیعہ تھا[10]"، علامہ دوریؒ کا قول ہے "جعفر بن سلیمان کے سامنے اگر امیر معاویہؓ کا ذکر کیا جاتا تو وہ ان کو گالیاں دیتا تھا اور اگر حضرت علیؓ کا ذکر کیا جاتا تو رونے لگتا تھا[11]"۔ علامہ ابی جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی المکیؒ

---

[1] سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی ج۴ ص۶۳۔ [2] فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج۳ ص۳۰۷ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۶ء

[3] تہذیب التہذیب لابن حجر ج۴ ص۳۳۳۔ [4] تاریخ بغداد للخطیب ج۹ ص۲۸۱

[5] کذا فی التقریب التہذیب لابن حجر ج۱ ص۷۵ و تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج۱ ص۵۲ [6] تہذیب التہذیب لابن حجر ج۱ ص۳۳۵۔ و کذا فی الخلاصۃ لابن حجر و میزان الاعتدال للذہبی ج۱ ص۲۵۱-۲۵۲۔ و تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج۱ ص۱۰۹

[7] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج۲ ص۱۹۶ [8] میزان الاعتدال للذہبی ج۱ ص۲۵۱، ۲۵۲۔

[9] تقریب التہذیب لابن حجر ج۱ ص۱۳۱ و تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج۱ ص۱۵۷، ۲۰۲

[10] معرفۃ الثقات للعجلی ج۱ ص۲۶۹۔ [11] تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج۴ ص۳۲۵-۳۲۶

[12] ایضاً ج۴ ص۳۲۵-۳۲۶۔ و کذا فی تہذیب التہذیب لابن حجر ج۲ ص۹۵

AsliAhleSunnet.com

دم ۲۲۳ھ) فرماتے ہیں کہ "محمد بن مقدام العجلیؒ نے جعفر کی نسبت رفض کی طرف کی ہے۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہؒ نے یحیٰ بن معینؒ کا قول نقل کیا ہے کہ یحیٰ بن سعید القطانؒ جعفر بن سلیمان سے روایت نہیں لیا کرتے تھے اور نہ اس کی کوئی حدیث لکھا کرتے تھے۔ بلکہ اس کی تضعیف فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ وہ ہمارے نزدیک ثقہ ہے[۱]۔ یحیٰ بن معینؒ نے جعفر بن سلیمان کو "ثقہ" قرار دیا ہے[۲]۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ "امام احمدؒ کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں امام بخاریؒ فرماتے تھے۔ کان امّیاً۔ ابن سعد کا قول ہے کہ ثقہ ہے لیکن اس میں ضعف اور تشیع ہے۔ احمد بن مقدامؒ کا قول ہے کہ ائمہ نے اس کی نسبت رفض کی جانب کی ہے۔ ابن حبانؒ نے اس کا ذکر اپنی ثقات میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ پس اگر وہ رافضی ہے تو مثل حمار ہے۔ سلیمان بن حربؒ فرماتے تھے کہ "اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی"۔ حماد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث لکھنے سے کسی نے منع نہیں کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب "الضعفاء الصغیر" میں اس کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی بعض احادیث میں مخالفت پائی جاتی ہے۔ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں: چونکہ اس میں تشیع موجود ہے اس لئے وہ حضرت علیؓ اور اہل بصرہ کے متعلق کثرت سے احادیث روایت کرتا ہے اور حضرت علیؓ کے متعلق روایت کرنے میں غلو بھی اختیار کرتا ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے اس کے ترجمہ میں مثال کے طور پر یہی حدیث علی منی و أنا منہ نقل فرمائی ہے[۳]:

چونکہ امام ترمذیؒ کی روایت کردہ مذکورہ بالا دونوں احادیث کے جملہ رواۃ اسناد پر کبار ائمہ جرح و تعدیل نے سوء حفظ، اختلاط، نسبت الی الرفض، تدلیس، غلو فی التشیع، لین الحدیث، نکارت، ضعف وغیرہ جیسے بڑے احکام لگائے ہیں لہٰذا ان احکام کی روشنی میں یہ دونوں حدیثیں ضعیف الاسناد قرار پاتی ہیں۔ واللہ اعلم

اب امام احمد بن حنبلؒ اور بزارؒ کی حدیث بطریق اجلح الکندی عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ بریدہ پیش خدمت ہے اس روایت میں جو الفاظ مروی ہیں وہ اس طرح ہیں: "لا تقع فی علی فانہ منی وانا منہ وہو ولیکم بعدی وانہ منی وانا منہ وہو ولیکم بعدی"[۴]۔

احمد بن حنبلؒ اور بزارؒ کی اس روایت کی اسناد میں بھی اجلح الکندی نامی ایک شیعہ راوی موجود ہے۔

۱ے الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۱۸۸-۱۸۹ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء وکذا فی المیزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۴۱۰-۴۱۱

۲ے ایضاً۔ ۳ے میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۴۱۰-۴۱۱، ۴ے مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۵۶ وکذا فی تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۴۲

AsliAhleSunnet.com

علامہ ہیثمی ؒ فرماتے ہیں کہ: اس کی اسناد میں اجلح الکندی (ابا حجیۃ) موجود ہے جس کی توثیق ابن معین ؒ وغیرہ نے فرمائی ہے لیکن ایک جماعت نے اس کی تضعیف کی ہے۔ امام احمد ؒ کی روایت کے بقیہ رواۃ رجال الصحیح ہیں۔[1] علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری ؒ فرماتے ہیں: "اس میں اجلح الکندی بھی شیعہ ہے جیسا کہ میزان وغیرہ میں مذکور ہے۔"[2]

اجلح الکندی کے متعلق امام ابن حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں: "صدوق لیکن شیعہ تھا"[3] علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی ؒ (م ۹۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ: "جوزجانی ؒ نے اجلح کو مفتری قرار دیا ہے"[4]۔ امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی القرشی ؒ (م ۵۹۷ھ) نے اس کا ذکر اپنی کتاب "الموضوعات" میں کیا ہے[5] اور ایک حدیث کے متعلق فرمایا ہے کہ "اسے اجلح نے وضع کیا ہے"۔ عجلی ؒ فرماتے ہیں کہ "ثقہ" ہے ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں "جائز الحدیث ہے لیکن قوی نہیں ہے"[6]۔ عقیلی فرماتے ہیں: ابوالولید نے یحییٰ بن سعید ؒ سے اجلح کے متعلق سوال کیا کہ وہ مجالد کے مقابلہ میں کیسا ہے تو یحییٰ بن سعید ؒ نے جواب دیا کہ اس کا حال مجالد سے بہت برا ہے۔ ایک مقام پر یحییٰ بن سعید القطان ؒ نے فرمایا: فی نفسی منہ شیئ"[7] علامہ محمد بن حبان بن احمد بن ابی حاتم التمیمی ؒ (م ۳۵۴ھ) فرماتے ہیں کہ "اسے خود نہیں معلوم کہ وہ کیا بیان کرتا ہے۔ ابوسفیان کو ابوزبیر بنا دیتا ہے اور خود نام گھڑ لیا کرتا ہے"[8]۔ علامہ برہان الدین حلبی ؒ (م ۸۴۱ھ) اور علامہ ذہبی ؒ فرماتے ہیں: "ابن معین ؒ اور احمد بن عبداللہ العجلی ؒ نے اس کی توثیق کی ہے لیکن ابوحاتم ؒ نے کہا ہے کہ قوی نہیں ہے۔ نسائی ؒ کا قول ہے کہ ضعیف ہے اور اسکی رائے سوء ہے۔ قطان ؒ کا قول ہے: فی نفسی شئ۔ ابن عدی ؒ فرماتے ہیں: شیعی لیکن صدوق ہے۔ جوزجانی ؒ کا قول ہے کہ مفتری ہے"[9]۔ علامہ ناصر الدین الالبانی ایک مقام پر فرماتے ہیں: "اجلح میں ضعف ہے"[10]۔

---

[1] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی ج ۹ ص ۱۲۸ [2] تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۶ [3] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۴۹
[4] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ للکنانی ج ۱ ص ۳۵ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۱ء [5] کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۳۶۴ طبع دار السلفیۃ المدینۃ المنورۃ ۱۹۶۶ء [6] معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۲۱۲ [7] الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۱۲۲-۱۲۳ [8] کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین لابن حبان ج ۱ ص ۱۷۵ طبع دار الباز مکۃ المکرمہ
[9] کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث للحلبی ص ۵۰ طبع احیاء التراث الاسلامی بغداد ۱۹۸۴ء ومیزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۷۸-۷۹۔
[10] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۴ ص ۲۱۱۔

AsliAhleSunnet.com

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وہ مختلف فیہ ہے[5]"۔ ایک مقام پر اسے "حسن الحدیث" لکھتے ہیں[2]۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں تاریخ روایۃ الدوری[3]، ترتیب الثقات للہیثمی[4]، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم رحمہ[5]، کامل فی الضعفاء لابن عدی رحمہ[6]، تہذیب التہذیب لابن حجر رحمہ[7]، تہذیب الکمال للخزرجی رحمہ[8] اور التاریخ الکبیر للبخاری[9] وغیرہ۔

طبرانی رحمہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک اور طویل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں:
"ما بال اقوام ینتقصون علیا من تنقص علیا فقد تنقصنی ومن فارق علیا فقد فارقنی ان علیا منی وانا منہ خلق من طینتی وخلقت من طینۃ ابراہیم الخ[10]"

اس روایت کی اسناد کے متعلق علامہ ہیثمی رحمہ فرماتے ہیں: "اس کی اسناد میں رواۃ کی ایک جماعت موجود ہے جنھیں میں نہیں جانتا۔ ان کے علاوہ اس میں حسین الاشقر بھی موجود ہے جمہور نے جس کی تضعیف کی ہے اگرچہ ابن حبان رحمہ سے اس کی توثیق منقول ہے[11]"۔

حسین الاشقر کے متعلق علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ فرماتے ہیں: "صدوق ہے، وہم کا شکار رہتا اور تشیعیت میں غلو رکھتا تھا[12]"۔ علامہ ابن عراق الکنانی رحمہ فرماتے ہیں۔ ابن عدی رحمہ نے اسے متہم گردانا ہے اور کہا ہے کہ میرے نزدیک اس کی خبر میں بلاء موجود ہے۔ ابو معمر الہذلی رحمہ نے اسے کذاب کہا ہے[13]۔ دارقطنی اور نسائی رحمہ فرماتے ہیں کہ "قوی نہیں ہے[14]"۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: "منکر الحدیث ہے۔ اس پر کذاب کا الزام بھی ہے لیکن ابن حبان رحمہ نے اسے ثقہ بتایا ہے[15]"، ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "بہت زیادہ ضعیف ہے مگر ابن حبان رحمہ نے اس کی توثیق کی ہے[16]"۔ ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں: ابن حبان نے

۱؎ ایضاً ج ۹ ص ۲۴۰، ۲۹۶۔ ۲؎ ایضاً ج ۲ ص ۲۴۴ ۳؎ تاریخ روایۃ الدوری ترجمہ نمبر ۱۲۶۷۔ ۴؎ ترتیب الثقات للہیثمی ق ۳ ب ۵؎ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۳۴۷۔ ۶؎ کامل فی الضعفاء لابن عدی ج ا ترجمہ نمبر ۱۵۰۔ ۷؎ تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۱۸۹ ۸؎ تہذیب الکمال للخزرجی ج ۲ ص ۲۷۷۔ ۹؎ التاریخ الکبیر للبخاری ج ۲ ص ۶۸ ۱۰؎ طبرانی فی الاوسط بحوالہ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۹ ص ۱۲۸۔ ۱۱؎ ایضاً
۱۲؎ تقریب التہذیب لابن حجر ج ا ص ۱۷۵ ۱۳؎ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ للکنانی ج ا ص ۵۲۔ ۱۴؎ الضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ ۱۴۶ والضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ نمبر ۱۹۵ ۱۵؎ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۶ ص ۱۸۹ ۔ ۱۶؎ ایضاً ج ۱۰ ص ۳۴۶

AsliAhleSunnet.com

اس کی توثیق کی ہے جبکہ جمہور سے اسکی تضعیف منقول ہے[1] علامہ برہان الدین حلبیؒ اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "بخاری کا قول ہے: فیہ نظر، ابوزرعہ فرماتے ہیں کہ منکر الحدیث ہے۔ ابوحاتمؒ کا قول ہے کہ قوی نہیں ہے۔ جوزجانیؒ فرماتے ہیں: غالی اور صحابہ کرام کو گالیاں دینے والا ہے۔ ابن عدیؒ فرماتے ہیں: اس سے مناکیر مروی ہیں۔ ابومعمر الہذلیؒ نے اسے کذاب کہا ہے۔ نسائیؒ اور دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ قوی نہیں ہے جبکہ ابن حبانؒ نے اس کا ذکر اپنی ثقات میں کیا ہے[2]" علامہ ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں: "غالی شیعہ ہے۔ امام بخاری نے اس کی بہت زیادہ تضعیف کی ہے اور "تاریخ الصغیر" میں لکھا ہے کہ اس سے مناکیر مروی ہے[3]۔ مزید تفصیل کے لئے الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ[4]، احوال الرجال للجوزجانی[5]، ترتیب الثقات لابن حبان[6]، التاریخ الکبیر للبخاریؒ[7]، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ[8]، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ[9]، اور مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان[10] وغیرہ کی طرف مراجعت فرمائیں۔

طبرانیؒ کی ایک اور روایت[11] میں قیس بن الربیع ابو اسحاق عن حبشی بن جنادہؓ کا تابع ہے۔ امام نسائیؒ نے قیس بن الربیع کو "متروک الحدیث"[12] قرار دیا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ "وکیعؒ اس کی تضعیف کیا کرتے تھے[13]" علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "شعبہ، سفیان الثوریؒ اور طیالسیؒ نے قیس کو ثقہ بتایا ہے لیکن امام احمدؒ و یحیی بن معینؒ وغیرہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے[14]، ایک جگہ لکھتے ہیں "اس پر کلام کیا گیا ہے[15]"، ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں "شعبہ اور ثوریؒ نے توثیق کی ہے لیکن اس میں ضعف ہے[16]"۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "صدوق تھا مگر جب عمر بڑھی تو

---

[1] ایضاح ۶ ص۸۲ و فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۶۹ [2] میزان الاعتدال للذہبی ج ا ص ۵۲۲،۵۲ وکشف الحثیث للحلبی ص ۱۴۷، ۱۴۸ [3] سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ للالبانی ج ا ص ۳۶ [4] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۳ ص ۴۹ : ۵۰ [5] احوال الرجال للجوزجانی ق ۸ [6] ترتیب الثقات لابن حبان ج ا ق ۹۶۔
[7] التاریخ الکبیر للبخاری ۴ ق ۲ ص ۳۸۵ [8] الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۲۴۹-۲۵۰ [9] کامل فی الضعفاء لابن عدی جلد ۲ ص ۶۷ [10] مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۵۸ [11] طبرانی حدیث ۳۵۱۲ [12] الضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ ۴۹۵ [13] الضعفاء الصغیر للبخاری ترجمہ ۳۰۱۔
[14] مجمع الزوائد للہیثمی ج ا ص ۱۵۸ و جلد ۳ ص ۲۹۰۔
[15] ایضاح ۳ ص ۱۲۰، ۱۲۷ و ج ۹ ص ۱۷۰ و ج ۱۰ ص ۹۵ [16] ایضاح ۴ ص ۱۱، ۲۸۳۔

AsliAhleSunnet.com

اس میں تغیر آگیا تھا[1] علامہ ابن حبانؒ فرماتے ہیں: شعبہؒ نے اسے حسن القول کہا ہے۔ وکیعؒ نے اس کی تضعیف کی ہے ابن مبارک مجمع القول بتاتے ہیں، یحیٰ القطانؒ نے اسے ترک کیا ہے۔[2] یحیٰ بن معینؒ نے اس کی تکذیب کی ہے۔ دارمیؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے یحیٰ بن معینؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک دوسرے قول میں کسی چیز کے مساوی نہیں ہے، کہنا بھی منقول ہے۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ جب وہ جوان تھا اس وقت اسکی رائے صادق اور مامون تھی لیکن جب اس کی عمر بڑھی تو اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔[3] علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "فی نفسہ صدوق ہے لیکن اس کا حافظہ خراب تھا۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ اس کا محل صدق ہے لیکن قوی نہیں ہے۔ یحیٰؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ایک مرتبہ کہا کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ اس کے متعلق مذکور ہے کہ وہ شیعہ تھا، کثرت سے خطا کرتا تھا اور اس سے احادیث منکرہ مروی ہیں۔ وکیعؒ، علی بن المدینیؒ، اور دار قطنیؒ نے اس کی تضعیف کی ہے اور نسائیؒ نے متروک قرار دیا ہے[3] مزید تفصیل کے لئے تاریخ یحیٰ بن معینؒ[4]، الطبقات الکبریٰ[5]، التاریخ الکبیر للبخاریؒ[6]، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ[7]، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ[8]، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ[9]، تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ[10]، المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروانؒ[11]، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ[12]، فہارس مجمع الزوائد للزغلولؒ[13] اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ للشیخ الالبانیؒ[14] وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک اور طویل روایت جو ابو رافع سے بطریق ابواحمد بن عدی حدثنا اسحٰق بن ابراہیم بن یونس حدثنا عیسیٰ بن مہران حدثنا محول حدثنا عبدالرحمٰن بن الاسود عن محمد بن عبیداللہ ابن ابی رافع عن ابیہ عن جدہ ابی رافع مروی ہے۔

---

[1] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۱۲۵۔ [2] المجروحین لابن حبان ج ۲ ص ۲۱۹۔ [3] میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۲۹۶۔ [4] تاریخ یحیٰ بن معین ج ۲ ص ۴۹۔ [5] طبقات الکبریٰ ج ۶ ص ۲۶۲۔ [6] تاریخ الکبیر للبخاری ج ۴ ق ۱ ص ۱۵۶۔ [7] الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۳ ص ۴۶۹۔۴۷۲۔

[8] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۷ ص ۹۶۔ [9] کامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۶ ترجمہ ۲۰۶۳۔

[10] تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۸ ص ۳۹۱۔

[11] المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۱۹۴۔

[12] تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۸۔ [13] فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۳۷۲۔۳۷۳۔

[14] سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ للالبانی ج ۱ ص ۲۰۰، ۲۹۸ و ج ۲ ص ۹۳، ۲۴۶، ۲۲۲، ۳

AsliAhleSunnet.com

اس میں مذکور ہے کہ ابورافع رضی اللہ عنہ نے احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دیکھا... جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا " یا محمد ھذہ المواساۃ "، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: " انا منہ وھو منی الخ"[1]

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ " یہ حدیث صحیح نہیں ہے[2] "۔ اس روایت کی اسناد میں عیسیٰ بن مہران موجود ہے جس کے متعلق علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ اور علامہ ابن عراق الکنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ " رافضی کذاب تھا۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ وہ موضوعات بیان کرتا تھا[3] " علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ " کذاب تھا، ابن عدی کا قول ہے کہ موضوع احادیث بیان کرتا تھا۔ اور رفض میں محترق تھا۔ اس سے " انا منہ وھو منی " والی حدیث مروی ہے۔ ابوحاتم رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کذاب تھا۔ دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: برا آدمی تھا۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رافضی شیاطین میں سے ایک شیطان تھا[4] "۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: " برا آدمی تھا، اس کا مذہب بھی برا تھا۔ وہ ابن جریر الطبری سے روایت کرتا تھا[5] " مزید تفصیل کے لئے کامل فی الضعفاء لابن عدی رحمہ اللہ[6]، تاریخ بغداد للخطیب بغدادی رحمہ اللہ[7]، الجرح والتعدیل لابن حاتم رحمہ اللہ[8]، لسان المیزان لابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ[9] اور مجموع فی الضعفاء والمتروکون للسیروان[10] وغیرہ کی طرف مراجعت فرمائیں۔

اس حدیث کو ایک متعصب شیعہ عالم محمد بن حمید الرازی المعروف بہ شیخ عبد الحسین الموسوی نے اپنی کتاب المراجعات میں اس طرح بیان کیا ہے۔

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفات فی حجۃ الوداع: علی منی وانا من علی، ولا یؤدی عنی الا انا او علی:[11]

پھر اس کی تخریج کرتے ہوئے حاشیہ پر اس طرح لکھا ہے۔

" اس کی تخریج ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی سنن کے باب فضائل الصحابہ ج ص ۹۲ میں اور ترمذی رحمہ اللہ ونسائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح

---

[1] کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۳۸۱-۳۸۲۔ [2] ایضاً۔ [3] تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ للکنانی ج ۱ ص ۹۴
[4] میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۳۲۴-۳۲۵۔ [5] الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ ۴۱۶
[6] کامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۵ ترجمہ ۱۸۹۹۔ [7] تاریخ بغداد للخطیب بغدادی ج ۱۱ ص ۱۶۷
[8] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۳ ص ۲۹ [9] لسان المیزان لابن حجر ج ۴ ص ۴۰۶ [10] مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۳۰۵۔ [11] کتاب المراجعات للرازی ص ۱۷۳۔

AsliAhleSunnet.com

میں کی ہے۔ یہ حدیث (رقم ۲۵۳۱) کنز ج ۶ ص ۱۵۳ پر بھی درج ہے۔ امام احمدؒ نے اپنی مسند ج ۴ ص ۱۶۴ میں حبشی بن جنادہ کی حدیث کی تخریج متعدد طرق کے ساتھ کی ہے اور اس کے وہ تمام طرق صحیح ہیں۔ یہاں واضح رہے کہ یہ روایت یحییٰ بن آدم عن اسرائیل بن یونس عن جدہ ابی اسحٰق السبیعی عن حبشی بن جنادہ سے مروی ہے۔ اور یہ تمام رواۃ شیخین کے نزدیک حجت ہیں۔ جو شخص اس حدیث کے لئے مسند احمدؒ کی طرف رجوع کرے گا وہ جان لے گا کہ اس کا صدور حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا تھا[1]

حاشیہ نگار کی اس عبارت پر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی نے ایک طویل تعقب لکھا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) "اس حدیث میں "قول: یوم عرفات"، کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ یہ محض افتراء ہے۔

(۲) "قول: فی حجۃ الوداع"، کی یہ زیادتی سوائے ابن عساکر کے طریق واہیہ کے اور کسی طریق میں وارد نہیں ہے پس اگر اس اضافہ کے ساتھ حدیث کو ابن عساکر کے علاوہ دوسروں کے نزدیک بھی درست مانا جائے تو یہ ان سب پر افتراء ہوگا۔ (۳) "قول: جو شخص اس حدیث کے لئے مسند احمدؒ کی طرف رجوع ... الخ میں بھی تضلیل مکشوف ہے کیونکہ سند میں حبشی کے متعلق ابو اسحٰق کے علاوہ اور کسی سے منقول نہیں ہے کہ" وہ حجۃ الوداع میں موجود تھے" لیکن ہر صاحب علم و بصیرت اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ یہ جملہ تصریحًا یا تلمیحًا کسی طرح بھی نہیں بنتا کہ حبشی بن جنادہ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع کے موقع پر سنی تھی۔ (۴) "قول: اور ترمذیؒ و نسائیؒ نے اپنی اپنی صحیح میں ... الخ بھی گمراہی ہے کیونکہ امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ کی کتب "سنن"، کے نام سے معروف ہیں نہ کہ "صحیح کے نام سے اور یہ صحیح ہو بھی کس طرح سکتی ہیں جبکہ ان میں ضعیف احادیث تک موجود ہیں جن کی تصریح خود مؤلف نے بھی کی ہے۔ نیز یہ کہ نسائیؒ نے اس حدیث کی تخریج اپنی "سنن"، میں نہیں بلکہ ایک الگ کتاب' خصائص علیؓ[2]' میں کی ہے (۵) "قول: ... متعدد طرق کے ساتھ کی ہے"۔ یہ بھی کذب ہے

---

[1] ایضاً۔ [2] خصائص علی امام نسائی کی وہ کتاب ہے جس کے متعلق شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں: "اس کتاب میں ضعیف بلکہ موضوع روایات تک شامل ہیں کیونکہ اس کی تالیف کی غرض محض روایات کو جمع کرنا تھا نہ کہ ان پر نقد و جرح"۔ ملاحظہ فرمائیں منہاج السنۃ النبویہ لابن تیمیہ ج ۴ ص ۱۱۹، ۱۹۴ طبع بولاق ۱۳۲۲ھ التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی للفوجیانی ص ۲۴ طبع المکتبۃ السلفیہ لاہور

AsliAhleSunnet.com

کیونکہ نہ مسند میں اور نہ ہی کسی اور کتاب میں اس کا کوئی دوسرا طریق مروی ہے۔ صرف ایک طریق جو ہر جگہ ملتا ہے وہ ابی اسحٰق السبیعی عن حبشی بن جنادہ والا ہے۔ ابو اسحٰق کے بعد روایت کرنے والوں کی تعداد یا ان کے طرق جدا ہونے پر یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اس حدیث کی تخریج متعدد طرق سے کی ہے۔ (۶) "قول: اور اس کے وہ تمام طرق صحیح ہیں"۔ یہ بھی کذب بیانی ہے کیونکہ جب صرف ایک طریق کے علاوہ کوئی دوسرا طریق موجود ہی نہیں ہے تو ان مفروضہ طرق کی صحت کا دعویٰ کس طرح اور کیوں کر درست ہو سکتا ہے"۔[۱]

اختتام پر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اس شیعہ عالم نے بہت سی اکاذیب اپنی اس کتاب میں درج کیا ہے۔ مصنف کا علم سے بے بہرہ ہونا، احادیث ضعیفہ و موضوعہ سے احتجاج کرنا، صحابہ کرام وائمہ حدیث اور اہل سنت پر زبان طعن دراز کرنا اس کتاب کے ایسے امور ہیں کہ مصنف اور اسکی کتاب میں موجود جملہ اکاذیب و خرافات کا ابطال و رد کرنا ضروری ہے الخ"۔[۲]

اب اس سلسلہ کی سب سے قوی اور مستند روایت پیش خدمت ہے۔ اس روایت کو امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ نے اپنی "صحیح" کی کتاب "فضائل الصحابہ" کے باب "مناقب علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی ابی الحسنؓ" اور کتاب "المغازی" کے باب "عمرۃ القضاء" کی ایک طویل حدیث میں بطریق عبیداللہ بن موسیٰ عن اسرائیل عن ابی اسحٰق عن البراء رضی اللہ عنہ اس طرح لائے ہیں: "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی: انت منی وانا منک الخ"۔[۳]

اس روایت کی اسناد میں بھی ابو اسحٰق السبیعی موجود ہے جس پر ائمہ جرح و تعدیل اور کبار محدثین کی نقد و جرح اوپر بیان کی جا چکی ہے لیکن یہاں اس راوی کی موجودگی قطعی مضر نہیں ہے کیونکہ بقول امام المحدثین علامہ ابن حجر عسقلانیؒ: عمرو بن عبداللہ ابو اسحٰق السبیعی اختلاط کا شکار ہونے سے قبل اثبات علماء میں شمار ہوتا تھا اور امام بخاریؒ نے اس کی کوئی ایسی حدیث نہیں لی ہے جسے اس نے قدماء مثلاً ثوریؒ اور شعبہؒ وغیرہ سے بیان نہ کر کے متاخرین مثلاً ابن عیینہؒ وغیرہ سے روایت کیا ہو۔ چنانچہ امام بخاریؒ کے ساتھ محدثین کی بڑی جماعت نے بھی عمرو بن عبداللہ سے (قبل از اختلاط) احتجاج کیا ہے"۔[۴]

۱؎ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج۴ ص۲۳۵ ۔ ۲۳۶ ۔ ۲؎ ایضاً ۔ ۳؎ صحیح البخاری مع فتح الباری لابن حجر ج۷ باب ۹ و ج۷ ص۴۹۵ ۔ باب ۴۳ طبع دار المعرفۃ بیروت ۴؎ ہدی الساری مقدمہ فتح الباری لابن حجر ص۴۳۱ طبع دار المعرفۃ بیروت ۔

AsliAhleSunnet.com

حدیث کا مطلب و مفہوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد محض حضرت علیؓ سے آں صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے باعث نہیں بلکہ نسب وصہر اور مسابقت و محبت وغیرہ کیوجہ سے ہے۔ اگر محض قرابت کی وجہ سے سمجھا جائے تو اس میں حضرت جعفرؓ بھی شریک ہوں گے۔ پس معلوم ہوا کہ اس قول نبویؐ کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت میں آں رضی اللہ عنہ کا مبالغہ کی حد تک اتحاد و اتفاق ہونا حدیث کے اس معنی و مفہوم کی تائید میں بعض اور احادیث بھی مروی ہیں مثلاً ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان علیا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ[1]	بلاشبہ حضرت علیؓ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کا رسول بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔

محبت کی اس مطلق صفت میں تمام مسلمان حضرت علیؓ کے ساتھ مشترک ہیں کیونکہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو تلمیحاً بیان کیا گیا ہے۔

قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللہُ[2]	آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے محسوس ہوتی ہے کہ بعض لوگ اپنے اس موقف کی تائید میں ایک حدیث بھی پیش کرتے ہیں جو اس طرح ہے: "انا من اللہ والمؤمنون منی"، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ہوں اور مومنین مجھ سے ہیں"۔ لیکن یہ حدیث موضوع ہے۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔ "کہ یہ کذب مختلق ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں، یہ حدیث معلوم نہیں، امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ بعض حفاظ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ان الفاظ کے ساتھ اس کا مرفوعاً مروی ہونا معروف نہیں ہے"۔ لیکن اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحیؒ (م ۱۱۶۲ھ) اور شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن السخاویؒ (م ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ مگر کتاب و سنت سے فی الواقع ایسا ہونا ثابت ہے پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ بعضکم من بعض اور سنت سے اشعریین، حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہم منی وانا منہم، انت منی وانا

---

[1] مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۵ - [2] سورہ آل عمران آیت - ۳۱ -

AsliAhleSunnet.com

منہم، و انت منی وانا منك اور ہذا منی وانا منہ ثابت ہے۔ انا من اللہ والمؤمنون منی فمن اذی مومناً فقد آذانی" والی حدیث دیلمیؒ نے عبداللہ بن جراد سے مرفوعاً بلا اسناد روایت کی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے "تمیز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث" از عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن عمر الشیبانی الشافعی الاثری[1] (م ۹۴۴ھ) المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرہ علی الالسنۃ" للسخاویؒ[2]، کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس" للعجلونی رحؒ[3] اور موضوعات کبیر لملا علی القاریؒ[4] وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض حدیث زیر بحث میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر مکمل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی صفت سے متصف ہیں اور اسی لئے ان کی محبت کو ایمان کی علامت اور ان سے بغض کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ اس حدیث نبوی میں مروی ہے: لایحبك الا مومن ولا یبغضك الا منافق[5]۔ اس امر کے لئے ام سلمہ کی وہ حدیث بھی شاہد و موید ہے جس کی تخریج امام احمدؒ نے فرمائی ہے

یہ ہے حدیث زیر بحث کا صحیح مطلب ومفہوم وشرح۔ مشہور شارحین حدیث میں سے امام ابن حجر عسقلانی امام نووی، اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہم اللہ نے اپنی وسیع شروح احادیث میں اس حدیث کا یہی مطلب ومفہوم بیان فرمایا ہے[6]۔

شیعہ حضرات کے دعاوی اور ان کے جوابات

شیعہ حضرات کا ایک دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے نفس سے قرار دے کر انھیں تمام صحابہؓ پر فضیلت اور ترجیح بخشی ہے"۔ ان زعمار کے جواب میں شارح ترمذیؒ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں ان کا یہ زعم انتہائی باطل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول (ان علیا منی) کے معنی ہرگز یہ نہیں ہیں کہ آں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حقیقتاً اپنے نفس سے بنا دیا تھا بلکہ آپؐ نے ایسا معنوی اعتبار سے

---

[1] تمیز الطیب للشیبانی ص۱۸۲ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۱ء [2] مقاصد الحسنہ للسخاوی ص۹۸ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۷۹ء [3] کشف الخفاء للعجلونی ج۲ ص۲۳۷ طبع مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۸۵ء [4] موضوعات کبیر از ملا علی قاری مترجم ص۱۳۶ طبع محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل روڈ کراچی [5] جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی للمبارکپوری ج۴ ص۳۲۷، ۳۳۲ و سنن ابن ماجہ مقدمہ باب ۱۱ و مسند احمد ج۱ ص۸۴، ۹۵، ۱۲۸، ج۵ ص۳۵۰، ۳۵۹ ج۶ ص۲۹۲ [6] فتح الباری لابن حجر ج۷ ص۵۰۷، و تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج۴ ص۳۲۵

AsliAhleSunnet.com

فرمایا تھا ہے۔ پس شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علیؓ کو افضل الصحابہ ثابت کرنے کی یہ دلیل قطعی بے وزن ثابت ہوئی۔ اب جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کا کسی اور صحابی کی شان میں نہ فرمانے کا شیعی دعویٰ کا تعلق ہے تو یہ دعویٰ بھی باطل ہے جیسا کہ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں۔

"جہاں تک ان کے اس دعویٰ کا تعلق ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول حضرت علیؓ کے علاوہ کسی اور صحابی کے لئے نہیں فرمایا تو یہ دعویٰ بھی باطل ہے کیونکہ آپ نے یہی الفاظ حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی فرمائے تھے چنانچہ ابی برزہؓ کی اس حدیث میں مروی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی مغزی لہ فافاء اللہ علیہ فقال لاصحابہ هل تفقدون من احد قالوا نعم فلانا وفلانا وفلانا الحدیث وفیہ قال لکنی افقد جلیبیبا فاطلبوہ فطلب فی القتلی فوجدوہ الی جنب سبعة قد قتلهم ثم قتلوا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوقف علیہ فقال قتل سبعة ثم قتلوہ هذا منی وانا منہ (رواہ مسلمؒ)

اسی طرح آپ نے یہ قول اشعریین کی شان میں بھی فرمایا ہے جیسا کہ ابوموسیٰؓ کی اس حدیث میں مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الاشعریین اذا ارملوا فی الغزو او قل طعام عیالهم بالمدینة جمعوا ما کان عندهم فی ثوب واحد ثم اقتسموہ بینهم فی اناء واحد بالسویة فهم منی وانا منهم (رواہ مسلمؒ ایضاً)

اور آپ کا یہ قول بنی ناجیہ کی شان میں بھی منقول ہے جیسا کہ سعدؓ کی مندرجہ ذیل حدیث میں مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبنی ناجیة انا منهم وهم منی (رواہ احمدؒ فی مسندہ[1][2])

(باقی آئندہ شمارہ میں)

۱ے تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۲۔ ۲ے ایضاً۔

AsliAhleSunnet.com

AUGUST 1989 Vol. VII - No. VIII

MOHADDIS

THE ISLAMIC CULTURAL & LITERARY MONTHLY MAGAZINE

مطبوعات جامعه سلفیه

تنویر الآفاق
فی
مسئلۃ الطلاق

(اردو)

محمد رئیس الندوی

قیمت ۰۰/ Rs. 60

مکتبہ سلفیہ ، ریوڑی تالاب ، وارانسی

Published by: Abdul Auwal Ansari, on behalf of Darut-Taleef Wat-Tarjama and Printed at Salafia Press, B. 18/1 G. Reori Talab, Varanasi and Published at B. 18/1 G. Reori Talab, Varanasi. Editted by : A.W H.

AsliAhleSunnet.com